www.caarwan.com

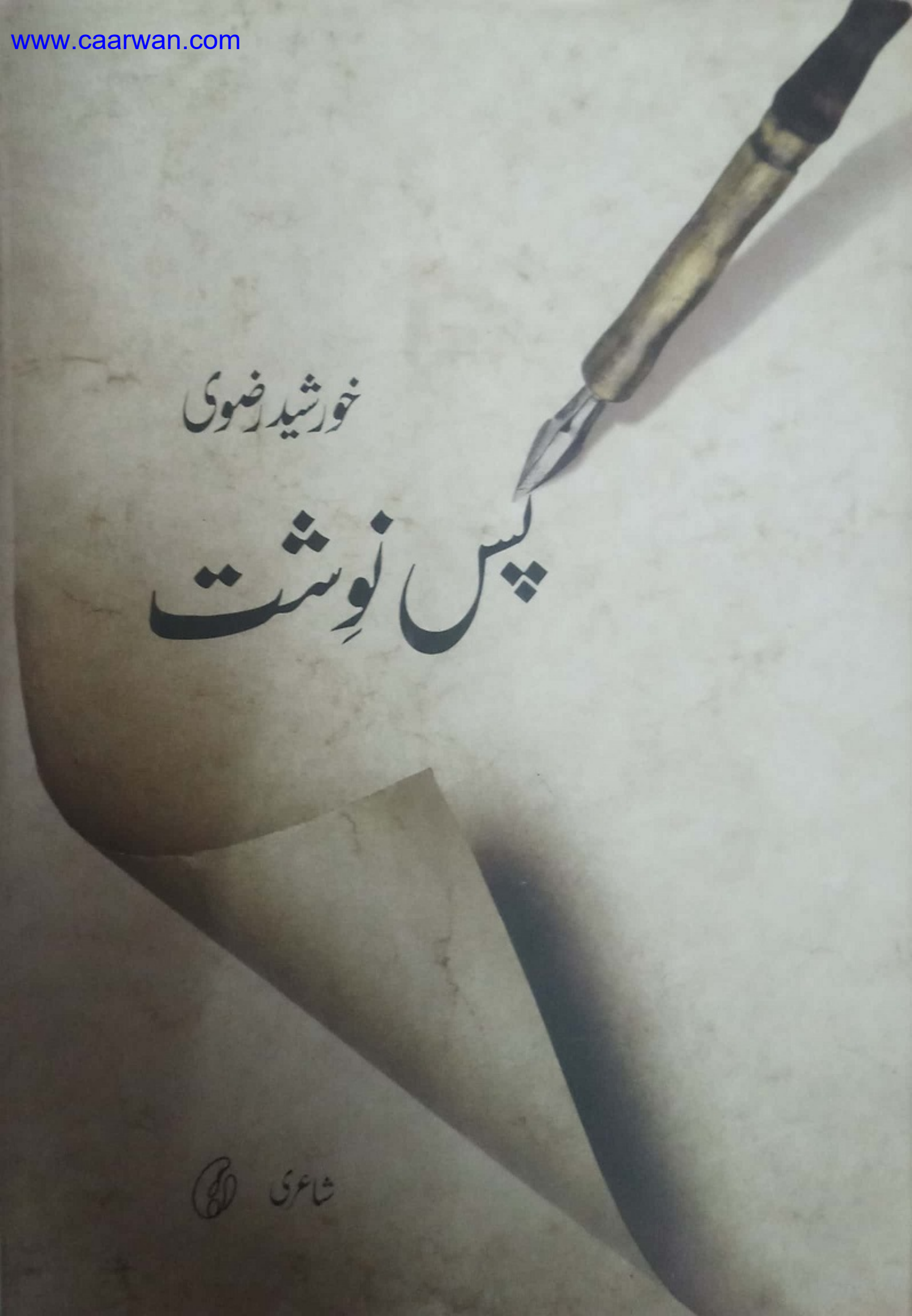

خورشید رضوی

پسِ نوِشت

شاعری

www.caarwan.com

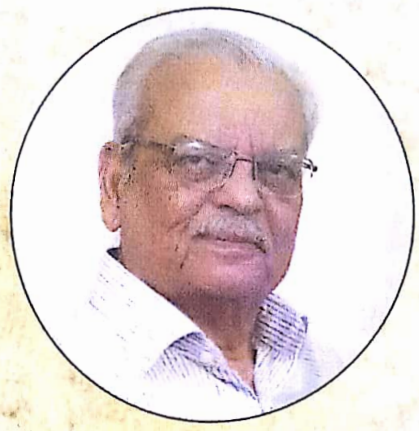

ڈاکٹر خورشید رضوی کا شمار ایسے عبقریوں میں ہوتا ہے جو شاعر ہی نہیں ماہرِ لسانیات، محقق اور اعلیٰ پائے کے دانشور بھی ہیں۔ 19 مئی 1942 کو امروہہ (بھارت) میں پیدا ہونے والے خورشید رضوی نے سکول اور کالج کی تعلیم پنجاب کے شہر منٹگمری (اب ساہیوال) میں حاصل کی۔ پھر اورینٹل کالج لاہور سے 1961 میں گولڈ میڈل کے ساتھ ایم اے عربی کیا اور 1981 میں پنجاب یونیورسٹی سے عربی ادب میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ خورشید رضوی اب تک نظم و نثر میں بہت سی کتب و مضامین لکھ چکے ہیں۔ وہ عربی، فارسی، انگریزی، اردو اور پنجابی میں اچھی دستگاہ رکھتے ہیں۔

درس و تدریس سے ڈاکٹر صاحب کے تعلق کا ایک زمانہ گواہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر ایمریٹس ہیں اور لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (LUMS) سے بھی وابستہ رہ چکے ہیں۔ 2008 میں علمی و ادبی خدمات کی بنیاد پر حکومت پاکستان نے انھیں ''ستارۂ امتیاز'' سے نوازا۔ اس کے علاوہ انھیں شاعری میں ''احمد ندیم قاسمی ایوارڈ'' اور ''احمد فراز لٹریری ایوارڈ'' بھی دیا جا چکا ہے۔ خورشید رضوی آج کل لاہور مقیم ہیں۔

Scanned with Ca

www.caarwan.com

برادرِ عزیز نوید صادق کے لئے

خورشید رضوی

۱۵ر اکتوبر ۲۰۱۹ء

پس نوشت

Scanned with Ca

www.caarwan.com

خورشید رضوی کی دوسری کتابیں

شاعری

- شاخِ تنہا
- سرابوں کے صدف
- رائگاں
- اِمکان
- یکجا (شاخِ تنہا، سرابوں کے صدف، رائگاں، اِمکان)
- دیریاب
- نسبتیں
- شناخت

نثر

- تالیف (مضامین)
- اطراف (مضامین)
- عربی شاعری (ایک تعارف)
- عربی ادب قبل از اسلام
- تاریخِ علوم میں تہذیبِ اِسلامی کا مقام (عربی سے ترجمہ)
- قلائدالجُمان (تحقیقِ متن عربی)
- حکم المحکمۃ الشرعیۃ (انگریزی سے عربی ترجمہ)
- بازدید (خاکے)

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

پسِ نوشت

خورشید رضوی

القا پبلیکیشنز
ریڈنگز کا اشاعتی ادارہ
لاہور

Scanned with Ca

www.caarwan.com

جملہ حقوق © خورشید رضوی

اشاعتِ اوّل

القا پبلیکیشنز 2019

'القا پبلیکیشنز' اور 'ریڈنگز' الان وتال پرائیویٹ لمٹیڈ کے ذیلی ادارے ہیں۔

اس کتاب کے کسی بھی حصہ کو کسی بھی صورت اور کسی بھی مقصد کے لیے
استعمال کرنے سے پہلے ناشر سے اجازت لینا ضروری ہے۔

انٹرنیشنل سٹینڈرڈ بک نمبر (ISBN)
978-9-69-640139-1

سرورق ڈیزائن: مریم محمود

خطاطی: نوری نستعلیق

طباعت
وارث پرنٹرز، سوہل سنگھ سٹریٹ، گوالمنڈی، لاہور

القا پبلیکیشنز
12-K، مین بلیوارڈ، گلبرگ 2، لاہور 54660
پاکستان

فون: 92 42 3575 7877
publications@readings.com.pk
www.readings.com.pk

Scanned with Ca

www.caarwan.com

شمیم ماموں کے نام

Scanned with Ca

www.caarwan.com

فہرست

پس نوشت پر کچھ باتیں	احمد جاوید	13
سپاس		25
نعت		27
اُسی ایک پل کی تلاش ہے		29
آئینے پر نگاہ بہت، آنکھ نم بہت		31
یہ نہیں ہے کہ اِسی راہ پہ چلنا ہے مجھے		33
نہ کر ستم کی شکایت، اگر زیادہ ہے		35
عافیت کہتی ہے پھر ایک ستمگر کو بلائیں		37
کچھ اور تو ہم بے ہُنروں سے نہ بن آئی		39
لیا ہے خاک میں خود کو مِلا، مِلا نہیں کچھ		41
چادرِ ابر میں سورج کو چُھپانے کے لیے		43
عینِ دریا میں بھی تر ہو نہ سکے خوب ہیں ہم		45

Scanned with Ca

www.caarwan.com

سُخن کہاں ہے، سماعت سے دُور لب سے بھی دُور	47
بھیگی بھیگی ابرِ غم کی اک رداسی دل میں ہے	49
اے زباں اپنے کہے کو بھی نہ اپنا فن سمجھ	51
شبِ غُربت میں جو خوشبوئے وطن پاس آئی	53
کسی کے دل میں سمانا، کبھی نہ چاہتا تھا	55
نگاہ سے نہیں ہٹتے ترے در و دیوار	57
طبع برہم ہے، ہوا تیز ہے، خاک اُڑتی ہے	59
بس اب یہی ہے کہ سب کچھ جلا کے رکھ دیا جائے	61
چاک پر صبح و مسا، کون چڑھاتا ہے مجھے	63
دنیا کے ساتھ میں بھی برباد ہو رہا ہوں	64
جم کر شفق پہ ابرِ بے تاب سو گیا ہے	66
تھا درد کا درماں، نہ کسی بات کا حل تھا	68
کِھلیں جو گُل تو سُخن کا اسے بہانہ کہیں	70
سینۂ سنگ میں شرار ہے کیوں	71
سبزہ، کنارِ آبِ رواں، تازگی، درخت	73
ہوس کے پاؤں مدھم پڑ گئے ہیں	75
پل جھپکنے میں کچھ پتا نہ ملا	76
اے جانِ نشہ، روحِ مئے ناب آ کبھی	78
غمِ زمانہ سہو، جورِ مہرباں کی طرح	80
رنج اتنا کہ جئیں اور مریں ساتھ کے ساتھ	82

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ساتھ دوں گا عمر بھر پل بھر کا دیوانہ نہیں	85
جو دل میں گونجتی ہے بات وہ کہنے نہیں دیتی	87
جانے کس کے کھوج میں پھرتا ہے بے کل آدمی	89
کون سے نُور کی زد پر ہے کہ شب کٹتی ہے (طرحی غزل)	91
پھول بزمِ ناز میں پہنچے گلستاں چھوڑ کر (طرحی غزل)	93
تیرے معیار کو پہنچیں گے کہاں دوسرے لوگ (بیاد عرفان صدیقی)	95
حاصلِ وصل ہے فراق پھر بھی ابھی نہ جایئے	97
رہوں خموش تو جاں لب پہ آئی جاتی ہے	99
حرف میں مہک نہیں آنکھ میں سخن نہیں	100
اِس جہاں سے کہ اُس جہاں سے آئی	101
نہیں ہے جب سے ترا التفات میرے لیے	102
دل ہے تو دل کو ساتھ تمھارا بھی چاہیے	104
تنہا کبھی مل جاؤں تو آتی ہے بہت یاد	105
لہو پھر مرا گنگنانے لگا	106
اک بات کہی، کہنے کے لیے	108
کہاں گئے وہ زمانے کہ آدمی کے لیے	110
آج پھر ذہن میں یکجا ہیں زمانے تینوں	112
رات بھر آسماں پہ جاگتے ہیں	114
لوگوں کو یقیں قصّۂ موسیٰؑ پہ نہیں ہے	116
اب اے دلِ زار یہ بھی کیا ہے	118

Scanned with Ca

www.caarwan.com

زندگی مرگِ مفاجات ہے حُکمِ حاکم 120

شور جو مجھ میں بپا ہے تم اُسے کیا سمجھو 122

پھر سوزِ نہاں اپنا لفظوں میں سجا دیکھوں 123

کس نے مُجھے مُجھی سے ہم آواز کر دیا 124

خود اپنے ذہن کی وسعت میں یوں فنا ہو جاؤں 125

ہم خاک کے ذرّوں کو بُھگتنی ہے سزا 126

بچھڑ گئے تھے وہ جس جھکتے آفتاب کے ساتھ 128

تابشِ صبحِ وطن میں بھی مجھے یاد ہے تو 129

اِس بستی میں ہم کو بھی 130

خاک اُڑتی ہے تو پھر لوٹ کے آتی ہے کہاں 131

یہ فیضؔ اک شباہتِ قامت کا ہے کہ سرو 132

مدتوں سے نہ شکایت نہ حکایت نہ طلب 133

کون کہتا ہے کہ پابستۂ دریا ہیں گُہر 134

کرن لبوں پہ بھی آجائے گی کوئی نہ کوئی 135

پسِ مرگ دیکھیں کہ ہوتا ہے کیا 136

ناخدا کچھ کر سکے تو آخری تدبیر کر 137

میں ریزہ ریزہ سمٹتا ہوں ریگِ ساحل میں 138

اپنے ہونے یا نہ ہونے پر مرا کیا اختیار 139

کن حسین قدموں کی دھول میں نہائے ہو 140

دیر تک دست و گریباں وقت سے ہوتے رہیں 141

بہاولپور

Scanned with Ca

www.caarwan.com

فقط نگاہ میں ہو، حرف سے نہاں رہ جائے	142
پھولوں میں ستاروں میں اڑا کر لے جا	143
دیکھ کر دل ہے دنگ روپ وہی	144
ہر روز نیا دن ہے، ہر روز نیا غم ہے	145
ہر جادہ دل فریب ہے، صرفِ نظر کریں	146
لبوں پہ شکوہ نہیں دل میں احتجاج نہیں	147
ملنے میں لُطف، ذوقِ جدائی میں کچھ نہیں	148
ہے اپنی اسیری قفس اندر قفس اے دوست	149
تا تری صبحِ شکر خواب میں آئے نہ شکن	150
منتشر وادی و کُہسار میں ہے شام و سحر	151
جما تھا منظرِ دنیا کا میل مدّت سے	152
رفتہ رفتہ ہوئے ہم خانۂ خالی کی طرح	153
یہ بھی بہت کہ زخمِ تمنّا ہرا رہے	154
یہ منظرِ جاں پھر سے کُشادہ نہیں ہوگا	155
روزنِ در سے مجھے دیکھتے رہتے ہیں مگر	156
دامن نہیں تھا چاک مرا، آنکھ تر نہ تھی	157
پھر اُسی جادۂ پامال پہ جانا ہوگا	158
اے دلِ زار! تری تیرہ نصیبی دیکھی	159
میں گزرتا ہوا دریا ہوں مجھے کیا معلوم	160
میں ہر اک معنیٔ سربستہ کا شیرازہ ہوں	161

Scanned with Ca

www.caarwan.com

162 بس یوں ہے کہ سُن کے میری اُلجھن

163 مرجاتا ہے عینِ زندگی میں

164 قائم ہوں سفلگی پہ جہاں کامیابیاں

165 ریزہ ریزہ

Scanned with Ca

www.caarwan.com

پس نوشت پر کچھ باتیں

شاعری کسی خاص تہذیب میں ہوتی ہے، کبھی اُس سے ہم آہنگی کی حالت میں اور کبھی انحراف کی صورت میں۔ خورشید رضوی صاحب کی شاعری کا مجموعی سیاق وسباق تہذیبی ہے۔ آج بہت کم شاعر ایسے رہ گئے ہیں جو تہذیب اور اس کے اصول ومظاہر کو مربوط رکھنے والی نسبت کے ضروری اجزا پر نہ صرف یہ کہ ذہنی دسترس رکھتے ہوں بلکہ یہ نسبت اخلاقی اور جمالیاتی زاویوں سے ان کا تجربہ بھی بن چکی ہو، اور یہ تجربہ فکر کی تشکیل میں صرف ہونے کے ساتھ ساتھ قلبی اور نفسیاتی احوال میں بھی ڈھل جاتا ہو۔ تہذیب کا ایک دماغ بھی ہوتا ہے، شاعر اس دماغ سے پیدا ہونے والے خیالات کو ان کے تنوع اور بنیادی وحدت کے ساتھ ایک جمالیاتی دروبست دیتا ہے۔ اسی طرح تہذیب کا ایک دل بھی ہے جہاں وہ خیالات احوال بنتے ہیں۔ تہذیب سے ہم آہنگ شاعری میں وہ احوال ایک احساساتی وحدت اور ایک وجدانی اکائی بننے کے عمل میں نظر آتے ہیں۔ ایسی شاعری میں اظہار کے تمام اسالیب اپنے تہذیبی اصول کے متنوع مظاہر کی طرح ہوتے ہیں۔ خورشید رضوی صاحب کی پوری شاعری دراصل تہذیب کے ضمیر میں راسخ آئیڈیا کو طرح طرح سے ادراک کرنے اور نئے نئے انداز سے اظہار دینے کا ایک ایسا عمل ہے جس کی تکمیل کا شاید کوئی بھی مرحلہ نشاطیہ نہیں ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کوئی لمبا سفر ہے جو اِدھر اُدھر بھٹکے بغیر ایک المیاتی یکسوئی اور انہماک کے ساتھ جاری ہے۔ زیرِ نظر مجموعہ ''پس نوشت'' بھی، ظاہر ہے، اس المیہ وفور سے خالی نہیں جس سے خورشید صاحب کے

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

تخلیقی تجربے کی بنیادی معنویت اور کیفیت تشکیل پاتی ہے۔ مثلاً ایک غزل کے کچھ اشعار دیکھیے:

لیا ہے خاک میں خود کو ملا، ملا نہیں کچھ
یہ کارِ زیست عبث ہے، یہاں رکھا نہیں کچھ

سخن وری بھی، فقیری بھی، پادشاہی بھی
سب ایک آگ میں جھونکے گئے، بچا نہیں کچھ

یہ گردبادِ حوادث ہے، کس کو چھوڑتی ہے
یہ تند سیلِ زمانہ ہے، دیکھتا نہیں کچھ

زمیں لرز اٹھے گی، آسمان گر پڑے گا
ہزار طرح کے اندیشے تھے، ہوا نہیں کچھ

نہ گنبدوں میں صدا ہے نہ آئنوں میں شبیہ
گئے ہم ایسے کہ اب دور تک پتا نہیں کچھ

تمام عمر خموشی کے بعد حاصلِ عمر
کہا تو ہم نے، کسی نے مگر سنا نہیں کچھ

اس پوری غزل کا آہنگ ہی ایسا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ ناکامی پر ایسا فخر کیا جا رہا ہے جو کامیابی کے غرور سے زیادہ ہے۔ اور جو شخصیت اس تجربے کے تاریخی، تہذیبی اور نفسیاتی احوال سے گزر رہی ہے، وہ اُس دیوار کی طرح ہے جو تعمیر ہو کر ادھوری تھی اور منہدم ہو کر مکمل ہو گئی۔ یہ ایک paradox ہے جو خورشید صاحب کے ہاں مزاجِ ادراک کی حیثیت رکھتا ہے اور اسی کی بدولت اِن کی شاعری

Scanned with Ca

www.caarwan.com

میں متضاد اور متصادم احساسات کو بھی ایک تالیفی وحدت میں کھپا دینے کا نادر وصف جا بجا نظر آتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں المیے اور نشاطیے کا معروف خطِ امتیاز مدھم پڑ جاتا ہے۔ نشاطیہ درحقیقت تاریخ کی فتح ہے انسان پر۔ انسان ایک متن کی طرح ہے جس پر تاریخ خطِ تنسیخ پھیرتی رہتی ہے۔ کبھی کبھی اور کہیں کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس متن کا کوئی حصہ تاریخ سے نظرانداز ہو جاتا ہے۔ بس نشاطیہ یہی ہے۔ جبکہ المیہ تاریخ کے کھینچے ہوئے خطِ تنسیخ کو متن کی معدومی کا سبب نہیں بننے دیتا، بلکہ اسے بھی متن کی معنویت میں اضافے کا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ المیہ تاریخ کی طرف سے مسلط کی جانے والی معدومیت کے متوازی انسان کی بعثت ثانیہ کا وہ مسلسل عمل ہے جس میں تاریخ کی بھی قلبِ ماہیت ہوتی رہتی ہے۔ خورشید رضوی صاحب کے یہاں جا بجا نظر آنے والی المناکی، جو کہیں کہیں مایوسی بھی بن جاتی ہے، المیے کی اسی جہت سے پیدا ہونے والا احساس و تصور ہے جو ہمیں زندگی کی تاریخی حدود سے نکلنے میں مدد فراہم کرتا ہے اور اس حقیقت تک رسائی کا وسیلہ بنتا ہے کہ آدمی تاریخ سے متاثر تو ہے مگر مغلوب نہیں۔

المیہ چونکہ گہرائی کا موتی ہے اس لیے اس کی مناسبت اضطراب سے کم ہے، اطمینان سے زیادہ۔ خورشید صاحب کے یہاں المیہ محض کسی تجربے کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یوں کہہ لیں کہ وجود کی شرط اور حاصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں طمانیت کا عنصر رسمی المناکی پر غالب ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بعض مقامات پر ان کے ہاں ایک حزنیہ فضا بھی محسوس ہوتی ہے لیکن مجموعی طور پر وہ حُزن بھی ایسا ہے جو مایوس کرنے کی بجائے بے نیازی کے اُس عزم کو ایک شکوہ کے ساتھ بیدار کر دیتا ہے جو آدمی کی سب سے بڑی قوتوں میں سے ایک ہے اور اسے تاریخ کا بے بس قیدی نہیں بننے دیتی۔ یہ استغنا اُن کے یہاں کسی بلند آواز نظریے میں نہیں ڈھلتا بلکہ ایک روزمرہ کی واقعاتی بناوٹ کے ساتھ ان کی اپنی شخصیت کو حوالہ بنا کر اظہار کرتا ہے۔ اور یہ شخصیت بھی محض ایک اسمِ نکرہ کی طرح ہے، انفرادیت کی فلسفیانہ، شاعرانہ یا نفسیاتی ساخت نہیں رکھتی۔ اپنے اندر عام آدمی کی حفاظت کیے بغیر شخصیت میں خاص بننے کا عمل شروع بھی نہیں ہو سکتا۔ ایسی انفرادیت محض ایک تصور ہے جو اجتماعی وجود بننے کی کامیاب یا ناکام کوشش کا نتیجہ نہ ہو۔

Scanned with Ca

www.caarwan.com

جانے اس جلوہ گہِ ہست میں آئے کیوں ہیں
ہم کہ خود اپنے لیے ہیں نہ زمانے کے لیے

یعنی اس عالمِ وجود میں موجود ہونے کی ذمہ داری وہی اٹھا سکتا ہے جو انفرادی اجتماعیت کے تقاضے کو پورا کر سکے یا پھر اجتماعی انفرادیت کے مطالبے کی تکمیل کے لائق ہو۔ کیسی ٹریجڈی ہے کہ ہمارے اندر ہونے کے تمام امکانات ایک ایسی لاتعلقی میں کھپ گئے جس نے ہمیں ''ہم'' بننے دیا نہ ''وہ''۔ اس سے بڑا بحران کیا ہوسکتا ہے لیکن اِس میں بھی معمول کے ہست و نیست سے بلند ہونے کی ایک سرشاری واضح طور پر موجود ہے۔

خورشید رضوی صاحب کے یہاں دو چیزیں مضامین سے لے کر احساسات اور احساسات سے لے کر تخیل تک میں سرایت کیے ہوے ہیں۔ اور انھی سے معانی کی نوع اور احوال کی ہیئت کا پتا چلتا ہے۔ وہ دو چیزیں تنہائی اور حیرانی ہیں جو ان کی بنائی ہوئی تمام چھوٹی بڑی عمارتوں کی مشترک بنیادیں ہیں۔ ان کے تمام مضامین حیرانی یا تنہائی پر منتج ہوتے ہیں۔ یہ ان کے تمام افکار کا حاصل ہیں اور تمام احوال کا ماخذ۔ اپنے اندر جھانکنے کا نتیجہ تنہائی ہے اور اپنے سے باہر دیکھنے کا حاصل حیرانی۔ انھوں نے حیرانی اور تنہائی کے منطقوں کو ایک دوسرے سے ممتاز رکھا ہے جس کی وجہ سے ان کے یہاں تعلّی نہ ہونے کے برابر ہے۔ تعلّی پیدا ہوتی ہے خود پر حیران ہونے سے جبکہ یہ غیر پر حیران ہوتے ہیں۔ اور تنہائی ذہنی زیادہ ہے لہٰذا اس میں خود رحمی کا عنصر نہیں ہے اور معمولی درجے کی رقّت کے مظاہر نہیں پائے جاتے۔

اُن کے دل میں ہے بہت دردِ نہاں کی دولت
جن کے سینے پہ نہیں داغ دکھانے کے لیے

یہ مضمون میرے استاد سلیم احمد نے بھی خوب باندھا ہے۔

دل ہے شاید درد سے خالی سلیم
آپ کا لہجہ بہت غمناک ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

تنہائی اور حیرانی ایک ہو جائے تو المیہ وجود میں آتا ہے۔ ایسا المیہ پرسنل نہیں ہوتا۔ باوجودیکہ تنہائی انا کا حال ہے، اِس میں غیر شخصی پن داخل کر دینا، یہ بڑے کمال کی بات ہے۔ یعنی اپنی شخصیت کو کھنگال کر اور رد کیے بغیر اِس سے اوپر اٹھ جانا اخلاقی وجود اور جمالیاتی شعور کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ البتہ خورشید صاحب کی تنہائی اور حیرانی رسمی معنوں میں عارفانہ اور عاشقانہ نہیں ہے۔ یہ ایک روایت پسند آدمی کے احوال ہیں جسے بالکل اجنبی بن کر جدید دنیا میں رہنا پڑ رہا ہے۔ یہاں روایت پسند آدمی سے کوئی غلط فہمی نہ پیدا ہو، اس لیے یہ وضاحت ضروری ہے کہ روایت پسند آدمی وہ ہوتا ہے جس کے لیے خدا کے بغیر وجود بے حقیقت ہے اور شعور بے اصل۔ روایت کو ایک ورلڈ ویو کی طرح بھی دیکھا جا سکتا ہے، جس کا انکار کر کے جدید دنیا وجود میں آئی ہے:

کہاں بیان میں آتی ہے دل کی تنہائی
ستارہ رنگِ سحر سے بھی دور، شب سے بھی دور

بھول کر بھی اپنی محفل میں مجھے شامل نہ جان
تُو مجھے اک روحِ پارینہ کا پیراہن سمجھ

سخت تنہا ہو کے سُوئے خانۂ خورشید چل
اپنے سائے کو بھی تو اِس راہ میں دشمن سمجھ

خورشید رضوی صاحب کو لفظ پر ایک خاص طرح کی قدرت حاصل ہے۔ لفظ پر قدرت کبھی کلی اور ہمہ جہت نہیں ہوتی۔ میر و غالب اور انیس و اقبال کو بھی لفظ پر خاص طرح کی قدرت ہی حاصل ہے، ہر طرح کی نہیں۔ کیونکہ لفظ ادراک اور اظہار سے بڑا ہوتا ہے۔ یہ لفظوں کے درمیان غیر معروف اور مجہول نسبتیں نہیں قائم کرتے۔ ایسی الل ٹپ نسبتیں ذہن میں کچھ تصویریں یقیناً بنا دیتی ہیں، جیسے تیسے مفاہیم بھی پیدا کر دیتی ہیں اور کچھ اجنبی احساسات بھی ابھار دیتی ہیں، لیکن یہ سارا عمل جیسے بلبلے بننے کا عمل ہے۔ اگلے ہی لمحے سب کچھ غائب ہو جاتا ہے۔ یہ لفظوں میں پائی جانے والی معروف

Scanned with Ca

www.caarwan.com

نسبتوں کو کام میں لاتے ہیں اور اگر کہیں کوئی نسبت ایجاد بھی کرتے ہیں تو یہ نئی نسبت معروف نسبتوں کی فہرست میں ایک اضافہ ہوتی ہے۔ اور تازہ نسبتوں کی تخلیق کا یہ عمل اظہار و بیان کے ایک باضابطہ نظام سے باہر نکل کر انجام نہیں پاتا۔ ان کا ایک ہنر یہ ہے کہ یہ الفاظ کی معروف نسبتوں کو چھیڑے بغیر نئے مضامین پیدا کر دکھاتے ہیں۔ اظہار کی طرح خورشید صاحب کے یہاں ادراک کی تشکیل کا عمل بھی ایک بڑی روایت کے اصولِ ادراک اور مزاجِ ادراک کے تابع رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں احساسات کی شدت بھی اعصابی نہیں ہوتی بلکہ ایک پہلو سے ذہنی ہوتی ہے اور دوسرے پہلو سے اخلاقی۔ معاصر شعرا میں شاید کوئی ایک بھی ایسا نہ نکلے جس کی شاعری میں آج کی زندگی اور دنیا کے بارے میں ایسی تند مغائرت کا رویہ پایا جاتا ہو جو خورشید صاحب کے یہاں جا بجا نظر آتا ہے۔ تاہم اس تندی اور تلخی کی تعمیر میں جذبات و احساسات کا کوئی بنیادی کردار نہیں ہے۔ جذبات و احساسات اس کے اظہار کے ذرائع تو ہو سکتے ہیں لیکن اس کے اسباب نہیں ہیں۔ اور یہ وہ وصف ہے جس کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ خورشید رضوی صاحب اقبال کی روایت کے شاعر ہیں جو جمالیاتی شعور کو اس کے منتہا تک پہنچا کر اس سے ایمانی اور اخلاقی شعور کے ideals کو تازہ اور پرکشش رکھنے کا کام لیتی ہے۔ خورشید صاحب نے بڑی حد تک جمالیاتی شعور کو یہ ذمہ داری نبھانے کے قابل بنا دیا ہے اسی لیے ان کے یہاں جمالیاتی تسکین اور اخلاقی اطمینان یک حال اور ہم معنی ہے۔ اور یہ خلاصہ ہے اس روایت کا جس کے آخری نمائندے بلکہ مجدد اقبال ہیں:

جو نظر بھی نہیں آتا، اسے دل میں رکھ لیں
وہ جو باہر بھی نہیں ہے، اسے اندر کو بلائیں

راستے بھٹکے ہوئے قدموں کو آوازیں دیں
سیپیاں موج میں گھلتے ہوئے گوہر کو بلائیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

دیکھ سورج کی خاکساری دیکھ
خاک پر دھوپ آسماں سے آئی

ساتھ دوں گا عمر بھر، پل بھر کا دیوانہ نہیں
میں تو شعلہ ہوں ترا اے شمع، پروانہ نہیں

موجوں کا تلاطم سہتا ہوں
موتی کی طرح رہنے کے لیے

قصہ یہ مختصر مرے سارے دکھوں کا ہے
صرصر پہ بس نہیں، گلِ تر ہے بہت عزیز

ان اشعار میں جمالیاتی اور اخلاقی شعور کی ہم احوالی کی مختلف جہتیں کارفرما ہیں۔ اگر انھیں تجربات کا بیان سمجھا جائے تو ہر تجربے کی تشکیل جمالیاتی انفعال اور اخلاقی فعلیت سے ہوئی ہے۔ یعنی دونوں اپنی ساخت میں کسی تبدیلی کے بغیر ایک دوسرے میں اگر مدغم نہیں ہیں تو بھی آپس میں ہم آہنگ ضرور ہیں۔

ان کی شاعری کا مزاج چونکہ گہرائی کا ہے اس لیے اس میں وہ چمک دمک اور بلند آوازی نہیں ہے جس کی مدد سے اکثر جمالیاتی التباس اور اخلاقی تاثر پیدا کیا جاتا ہے۔ جمالیات جس دید کے آداب کا مجموعہ ہے انھیں بجالانے کی ذمہ داری صرف آنکھوں پر نہیں ہے۔ اسی طرح اخلاق جن احوالِ خیر سے عبارت ہے وہ اپنی بناوٹ میں اظہار سے زیادہ اخفا سے مناسبت رکھتے ہیں اور ان میں وفور کی کیفیت بھی نہ تو احساس میں پرشور ہوتی ہے نہ ہی بیان میں۔ یہ گہرائی، جس کا ابھی ذکر ہوا، ایک سادہ سی گہرائی ہے جس میں کوئی پیچ داری نہیں۔ یہ عمق فکری اور تخیلی نہیں ہے، اخلاقی اور احساساتی ہے۔ یا ذرا بڑے لفظوں میں کہا جائے تو ذہنی نہیں ہے، وجودی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ شعر میں اظہار پانے والے تجربات ان کی شخصیت کے انکشاف کی طرح ہوتے ہیں۔ گویا ان کے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

یہاں object دراصل subject ہی کی توسیع کا ایک جز ہے۔ اسی لیے خورشید صاحب کو دوسرے کی ضرورت کم ہی پڑتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ان کے لیے جمال کا روحانی آئیڈیا ہی کافی ہے اس کا مصداق ڈھونڈنے میں انھیں کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے۔ ہاں، حسن و عشق کی شاعرانہ رسم پوری کرنے کے لیے کبھی کبھی ایسے اشعار بھی کہہ دیتے ہیں۔ تاہم ان شعروں میں بھی محبوب ایسا ہے جو نرے شاعروں کی تاک جھانک کا موضوع نہیں بن سکتا۔

وہ کہیں بھی مجھ کو ملا نہیں
نہ فراق میں نہ وصال میں

عافیت کہتی ہے پھر ایک ستم گر کو بلائیں
ریگِ ساحل کی طرح اپنے سمندر کو بلائیں

ترے فراق میں کاٹے ہیں کس طرح مت پوچھ
یہ چند روز کہ تھے عمرِ جاوداں کی طرح

کہاں ہے تو کہ پھر اک بار کاروانِ بہار
گزر رہا ہے مری عمرِ رائگاں کی طرح

شاعری اول و آخر لفظوں کو برتنے کا فن ہے، ان کی تمام تر بضاعت اور امکانات کے ساتھ۔ آج کل کی شاعری اس معاملے میں، الّا ماشاء اللہ، افلاس کا شکار ہے۔ نئے شاعروں کی بہت بڑی اکثریت لفظ سے تقریباً مکمل بے خبری کی وجہ سے اس کے ساتھ ویسی ہی چھیڑ چھاڑ کا رویہ اختیار کر چکی ہے کہ جو چڑیا گھر میں شیر کے پنجرے کے باہر کھڑے ہوئے کچھ سور ماؤں کا ہوتا ہے۔ خورشید صاحب چونکہ کلاسیکی لسانیاتی ذوق کے وارث ہیں لہٰذا ان کے یہاں الفاظ اپنی معروف دلالتوں اور نسبتوں کو محفوظ رکھتے ہوئے علامت بننے کی امنگ سے بھرے نظر آتے ہیں۔ علامت وہ فارم ہے جس کے ذریعے سے حقیقت اپنا اظہار کرتی ہے مگر اس اظہار میں خود فارم بھی ظاہر رہتی ہے۔ تو لفظ کو اس کی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

مانوس معنویت اور دلالت پر برقرار رکھتے ہوئے اسے حقیقت کا مظہر بننے کی قابلیت کے ساتھ استعمال کرنا، شاعری کا ایک بنیادی تقاضا ہے جو خورشید رضوی صاحب کے شعروں میں اسلوب کی سطح پر بھی تسلسل کے ساتھ پورا ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

جو کہو تو جال سمیٹ لوں
فقط ایک موج ہے جال میں

جس پہ گرنا ہے وہ دروازہ بس اب دُور نہیں
یہی دو چار قدم اور سنبھلنا ہے مجھے

میں آنکھ بند کر کے اُس کو جگا رہا ہوں
میرے کنارِ دل میں جو خواب سو گیا ہے

اک سمت عیشِ ساحل، اک سمت قعرِ دریا
حیرت میں ہے سفینہ، گرداب سو گیا ہے

اپنی فوری دلالت میں صرف ہونے کے باوجود ان اشعار کے بنیادی الفاظ علامت کی ساخت رکھتے ہیں۔ ان سے معنی اخذ کرنے کا ایک نا مختتم عمل شروع کیا جا سکتا ہے اور یہ سب کچھ قاری کو تکلف اور تصنع بھی نہیں لگتا۔ خورشید رضوی صاحب کے کلام میں ایک وصف واضح طور پر موجود ہے کہ یہ پڑھنے والے کی خلاقی کو ابھار دیتا ہے۔ حقیقی شاعر معنی کو اس کے substantial حدود میں رکھتے ہوئے اس کے اندر معنی خیزی کے غیر محدود امکانات کو بروے کار رکھتا ہے۔

ہماری شعری روایت کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ کئی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ مثلاً میر کی روایت، غالب کی روایت، اقبال کی روایت وغیرہ۔ اس روایت میں رہنے کے لیے اکثر شاعروں کو کسی بڑے شاعر سے منسوب ہو جانے والی ضمنی روایت کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ اس قبولیت کے کئی اسباب و محرکات ہو سکتے ہیں جن میں سے کچھ اختیاری ہوتے ہیں اور کچھ غیر اختیاری۔ خورشید رضوی صاحب کا تعلق، جیسا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

کہ اوپر ذکر آ چکا، اقبال کی روایت سے ہے۔ اس روایت سے نسبت پیدا کرنے کے لیے کم از کم دو چیزیں ضروری ہیں: اخلاقی آئڈیلزم جو جمالیاتی شعور کا بھی مقصود بن سکے، اور اس کے علاوہ، تاریخی شعور کی جدلیاتی عملیت (dialectical pragmatism)۔ خورشید صاحب کے یہاں تاریخ المیے کی نرسری ہے۔ اس کی دنیا میں رہنے کے لیے ایک باوقار، جارحانہ اور مؤثر بے نیازی کی بھی ضرورت ہے۔ ان کی اس کتاب میں ایک غزل ہے جس میں کم از کم دو شعر ایسے ہیں جنھیں غور سے دیکھا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ بتایا جا رہا ہے کہ تاریخ جمال کی دشمن ہے اور جلال کی باندی۔ یہ انسان کے ''تعمیری'' منصوبوں کو قبول نہیں کرتی اور اس کی ''تخریبی'' قوت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔

بس اب یہی ہے کہ سب کچھ جلا کے رکھ دیا جائے
پھر اس کے بعد یہ دفتر اٹھا کے رکھ دیا جائے

وہی بہت ہے قیامت جو آ چکی ہے یہاں
بس اب یہ صور لبوں سے لگا کے رکھ دیا جائے

مطلع کو ذرا مراقبے کی حالت میں پڑھیں تو شاید رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ ایک تقدیری آہنگ میں یہ کہا جا رہا ہے کہ تاریخ کو اس کے تمام اصول و مظاہر سمیت اپنے جذبۂ وجود کی آگ سے بھسم کر دو اور پھر وہ دفترِ ہستی ہی اٹھا کر طاقِ عدم پر رکھ دو جس میں تاریخ کو ایسا مرکزی کردار ودیعت کیا گیا ہے۔ پہلا مصرع یقیناً اقبال کے اس شعر کی ادھوری گونج ہے کہ:

پھونک ڈالے یہ زمین و آسمانِ مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے

لیکن دوسرے مصرعے میں جس ''تخریبی'' قوت کو ابھارا گیا ہے وہ اقبال کے اس شعر سے اظہار پانے والی ''تعمیری'' طاقت سے زیادہ محسوس ہوتی ہے یعنی اس جذبۂ نفی کا خروش اقبال کے جذبہ ایجاب سے بڑھ کر مؤثر معلوم ہوتا ہے۔ دونوں شعروں میں اصل passion انکار کا ہے لیکن اقبال کے یہاں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

یہ انکار ایک بڑے اقرار کی تمہید بن جانے کی وجہ سے معنی کی سطح پر تو کمال کو پہنچ گیا لیکن جذبے کے زور میں کمی آگئی۔ جبکہ خورشید صاحب کے مطلع میں یہ passion ایک مسلسل اٹھان کی حالت میں ہے، اور اٹھان بھی ایسی کہ سارا نظامِ بود و نبود جیسے ایک بلند ہوتے ہوئے بگولے کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے۔ اسرافیل علیہ السلام کو اگر بالفرض ایک شعر کہنے کی اجازت ملتی تو قوی امید ہے کہ وہ یہی مطلع ہوتا۔ دوسرا شعر بھی عجیب ہے۔ تاریخ کا خاتمہ ہو جائے تو قیامت کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ قیامت تاریخ کے خاتمے ہی کے لیے برپا ہوتی ہے۔ مطلع میں بیان ہونے والا منصوبہ پورا ہو گیا تو اب معروف قیامت بے جواز ہے البتہ ایک رسم پوری کی جا سکتی ہے، وہ بھلے پوری کر لی جائے کہ ''یہ صور لبوں سے لگا کے رکھ دیا جائے''۔ اس شعر میں ایک اور کرشمہ بھی دکھایا گیا ہے۔ جو قیامت آچکی ہے اس کے لیے ''وہی'' کا صیغہ استعمال کیا جا رہا ہے اور جس قیامت کو ابھی آنا ہے، اسے برپا کرنے والے صور کو ''یہ صور'' کہا جا رہا ہے! سب جانتے ہیں کہ ''یہ'' کا اشارہ قریب کی چیز کے لیے ہوتا ہے اور ''وہ'' دور کی چیز کے لیے۔ تو کیا اس شعر میں یہ دکھایا گیا ہے کہ جس قیامت کا وعدہ تھا اس کے آنے کی تیاریاں کی جا رہی تھیں کہ اچانک ایک آدمی اٹھا اور حضرتِ اسرافیل سے کہنے لگا کہ آپ جو قیامت برپا کرنے چلے ہیں اس سے کہیں بڑی قیامت ہم پر بہت پہلے آچکی ہے۔ اب اس قیامت کی بھد اڑوانے کی بجائے بہتر ہوگا کہ آپ علامتی طور پر صور کو منہ سے لگانے کی رسم ادا کر دیں اور ایک طرف کو ہو جائیں۔ صور میں سے آواز اتنی بلند نہیں ہو سکتی جتنی کہ وجود و عدم کے الاؤ کو اپنے زورِ نفس سے سرد کر دینے والے آدمی کے سینے سے نکل کر ہو چکی ہے۔ گو کہ یہ مضمون بھی اقبال کے یہاں پہلے بیان ہو چکا ہے:

حضورِ حق میں اسرافیل نے میری شکایت کی
یہ بندہ وقت سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا

لیکن خورشید صاحب نے محض ایک چھوٹے سے تکنیکی تصرف کے ذریعے سے اقبال کے ہوتے ہوئے بھی اس پر اپنی ملکیت ثابت کر دی ہے۔

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

اقبال یہ فرما رہے ہیں کہ انسان کی پیدا کی ہوئی قیامت اسرافیل کی لائی ہوئی قیامت کے برابر ہوگی جبکہ خورشید صاحب یہ دکھا رہے ہیں کہ اسرافیلی قیامت انسانی قیامت سے چھوٹی ہوگی۔ اقبال معانی کے مینار بناتے ہیں، اردو شاعری کی زمین پر کھڑے سب سے اونچے مینار! ان کے کسی مرکزی مضمون میں کوئی نئی معنوی اور تخئیلی جہت نکال لینا بڑا کارنامہ ہے کہ نہیں؟

احمد جاوید

Scanned with Ca

www.caarwan.com

سپاس

جُھکے کس کے در پر جبینِ سپاس
فقط اُس کے در پر
جو پتّھر میں کیڑے کو
پانی میں گھونگے کو
سیپی میں موتی کو ہے پالتا

نہایت شفیق اور بہت مہرباں
اُسی کے کرم سے نظامِ جہاں چل رہا ہے
ترازوئے روزِ جزا ہاتھ میں ہے اُسی کے

جُھکی ہے ہماری جبیں بس ترے ہی حضور

Scanned with Ca

www.caarwan.com

تجھی سے ہمارے ارادے کُمک چاہتے ہیں
ہمیں تیر کی طرح منزل پہ جاتا ہوا
راست رستا دکھا دے

وہ رستا کہ جس پر
پسندیدہ راہی ترے گام زن ہیں
نہ وہ جس پہ ہیں گام زن ناپسندیدہ راہی
نہ وہ جس پہ بھٹکے ہوئے لوگ بھٹکے ہوئے ہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

نعت

فشارِ دل پہ بڑھا، پھر مدینہ یاد آیا
میانِ شورشِ طوفاں، سفینہ یاد آیا

میں اپنے آپ سے باہر خراب تھا کہ مجھے
جو میرے دل میں نہاں ہے، خزینہ یاد آیا

لحد میں پُوچھی گئی مُجھ سے جب شناخت مری
مجھے وہ نام مثالِ نگینہ یاد آیا

ہوا نہ خِطّۂ جنّت میں بھی کبھی ایسا
کہ مُجھ کو خِطّۂ شہرِ نبیؐ نہ یاد آیا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

وہ رات اور وہ روضے کا قُرب اور مرا دل
ٹھہر ٹھہر کے وہ لُطفِ شبینہ یاد آیا

نہاں نظر سے تہِ خاک جگمگاتا ہوا
ہمیں بقیع میں کیا کیا دفینہ یاد آیا

نظر سے جب بھی یہ تقویمِ روز و شب گزری
ہمیں بہار کا پہلا مہینہ یاد آیا

بڑا ہجوم تھا یادوں کا عرصۂ دِل میں
وہؐ یاد آ گئے تو پھر کوئی نہ یاد آیا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

اُسی ایک پل کی تلاش ہے
شب و روز میں مہ و سال میں

وہ کہیں بھی مجھ کو ملا نہیں
نہ فراق میں نہ وصال میں

جو کہو تو جال سمیٹ لوں
فقط ایک موج ہے جال میں

اُسے کیا خبر کہ میں خواب ہوں
وہ جو گم ہے میرے خیال میں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

میں تراشتا تو رہا صنم
کہ رہوں جہانِ مثال میں

وہ جو پتھروں میں نمک سا تھا
نہیں آسکا خدوخال میں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❀

آئینے پر نگاہ بہت، آنکھ نم بہت
سر میں سفید بال بہت، دل میں غم بہت

آہستہ ہم سے ملیے کہ رکھتے ہیں ہم بہت
دل میں گریز اور طبیعت میں رم بہت

اے دل کہاں پناہ، غمِ عشق کے سوا
یہ غم اگر نہ ہو تو غمِ بیش و کم بہت

ہاں گاہ گاہ ذائقۂ انگبیں بھی ہے
ورنہ بھرا ہے ساغرِ ہستی میں سَم بہت

Scanned with Ca

www.caarwan.com

آخر کو آستاں پہ ترے سرنگوں ہوا
دل نے بغاوتوں کے اُٹھائے علم بہت

Scanned with Ca

www.caarwan.com

یہ نہیں ہے کہ اِسی راہ پہ چلنا ہے مجھے
اب کسی اور جہت میں بھی نکلنا ہے مجھے

دل کی رفتار سِن و سال کی پابند نہیں
ابھی بڑھنا ہے مجھے، پھولنا پھلنا ہے مجھے

صورتِ شاخ ہوں آئینِ نمو سے مجبور
رُت جو بدلی ہے تو پوشاک، بدلنا ہے مجھے

یونہی رہنا ہے فنا اور بقا کے مابین
اِسی آندھی، اِسی قندیل میں جلنا ہے مجھے

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

جس پہ گرنا ہے وہ دروازہ بس اب دُور نہیں
یہی دو چار قدم اور سنبھلنا ہے مجھے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

نہ کر ستم کی شکایت، اگر زیادہ ہے
تُجھی سے ربط بھی اے بے خبر، زیادہ ہے

عدم وجود سے بڑھ کر ہے دشتِ امکاں میں
ستارے کم ہیں، خلا کا سفر زیادہ ہے

صبا، ملے تو مرے باغباں سے کہہ دینا
کہ دستِ شاخ میں بارِ ثمر زیادہ ہے

بہت پرند سدا آشیاں میں قید رہے
اُڑان سے ہوسِ بال و پر زیادہ ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ہوا ہے جب سے مرا شوق بے اثر تجھ پر
تبھی سے میری نوا میں اثر زیادہ ہے

اگرچہ کم نہیں کون و مکاں کے نظارے
مری طلب، مرا ذوقِ نظر زیادہ ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

عافیت کہتی ہے پھر ایک ستمگر کو بلائیں
ریگِ ساحل کی طرح اپنے سمندر کو بلائیں

جو نظر بھی نہیں آتا اُسے دل میں رکھ لیں
وہ جو باہر بھی نہیں ہے، اُسے اندر کو بلائیں

خارزاروں کا سفر ہے تو پریشانی کیا
آنکھ کو بند کریں اور گُلِ تر کو بلائیں

ہے جو اک عُمر سے سمٹا ہوا پس منظر میں
پیش منظر کے لیے پھر اُسی منظر کو بلائیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

پھر اُفق کو ہے وہی چاند سا چہرہ مطلوب
اور ہوائیں بھی اُسی زُلفِ مُعنبر کو بلائیں

راستے بھٹکے ہوئے قدموں کو آوازیں دیں
سیپیاں موج میں گھُلتے ہوئے گوہر کو بلائیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

کچھ اور تو ہم بے ہنروں سے نہ بن آئی
جب زخم لگا، زخم سے بُوئے سخن آئی

دروازہ ہوا بند تو لَو دینے لگا دل
کوئی نہ رہا جب تو پھر اک انجمن آئی

اک درد بہ اُسلوبِ تغزّل مہک اُٹھا
اک یاد بہ اندازِ غزال خُتن آئی

وہ جلوہ گری ہے کہ نظر کچھ نہیں آتا
تم آئے کہ آئینے کے اندر کرن آئی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

کیا دردِ نہاں حرف و بیاں میں سمٹ آیا
کیا رُوح پہ بھی راست قبائے بدن آئی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

لیا ہے خاک میں خود کو مِلا، مِلا نہیں کچھ
یہ کارِ زیست عبث ہے یہاں رکھا نہیں کچھ

سُخنوری بھی، فقیری بھی، پادشاہی بھی
سب ایک آگ میں جھونکے گئے بچا نہیں کچھ

یہ گردبادِ حوادث ہے کس کو چھوڑتی ہے
یہ تُند سیلِ زمانہ ہے، دیکھتا نہیں کچھ

زمیں لرز اُٹھے گی، آسمان گر پڑے گا
ہزار طرح کے اندیشے تھے ہُوا نہیں کچھ

Scanned with Ca

www.caarwan.com

نہ گنبدوں میں صدا ہے نہ آئنوں میں شبیہہ
گئے ہم ایسے کہ اب دُور تک پتا نہیں کچھ

کُچھ ایسے لوگ بھی ہیں تیرے آستانے پر
جو آستانے کے عاشق ہیں مُدّعا نہیں کچھ

جو دل میں رہتا ہے، ہاتھوں نے اُس کی تصویریں
بدل بدل کے بنائیں مگر بنا نہیں کچھ

تمام عُمر خموشی کے بعد حاصلِ عُمر
کہا تو ہم نے، کسی نے مگر سُنا نہیں کچھ

Scanned with Ca

www.caarwan.com

چادرِ ابر میں سورج کو چُھپانے کے لیے
وہ پسِ پردہ بھی بیٹھے نظر آنے کے لیے

میں کئی بار خفا ہو کے چمن سے اُٹھا
پھر کوئی گُل نکل آتا ہے بُلانے کے لیے

دل کچھ ایسا تری مہکار میں ڈوبا ہوا تھا
بوئے گُل آئی مجھے ہاتھ لگانے کے لیے

جانے اِس جلوہ گہِ ہست میں آئے کیوں ہیں
ہم کہ خود اپنے لیے ہیں نہ زمانے کے لیے

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

اُن کے دل میں ہے بہت دردِ نہاں کی دولت
جن کے سینے پہ نہیں داغ دکھانے کے لیے

اُسے ہر طور مرے دل کو لہو کرنا تھا
موسمِ گُل کو رکھا ایک بہانے کے لیے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

عینِ دریا میں بھی تر ہو نہ سکے خوب ہیں ہم
محفلوں محفلوں تنہا ہی رہے خوب ہیں ہم

عیب کرتا ہے کوئی، کوئی ہنر کرتا ہے
ایک ہم ہیں کہ نہ اچھّے نہ بُرے خوب ہیں ہم

میں نے چاہا تھا تمھیں، تم بھی مجھے چاہتے تھے
ایک ہی شہر میں رہ کر نہ ملے خوب ہیں ہم

لیے پھرتی ہے ہمیں صرف زمیں کی گردش
ورنہ ہم خود کہیں آئے نہ گئے خوب ہیں ہم

Scanned with Ca

www.caarwan.com

نہ کوئی طوق، نہ زنجیر نہ زنداں نہ رسن
آپ ہی اپنے عناں گیر ہوئے خوب ہیں ہم

Scanned with Ca

www.caarwan.com

سُخن کہاں ہے، سماعت سے دُور لب سے بھی دُور
یہ کل کی بات، ہوئی کل سے دور، اب سے بھی دُور

وہ رات ہے، کہ نہیں دُور تک گُمانِ سحر
اُداسیاں ہیں، اب اندیشۂ طرب سے بھی دُور

درِ خرد پہ کہاں دستِ غیب کی دستک
رہیں نہ اہلِ خرد، بے سبب، سبب سے بھی دُور

کہاں بیان میں آتی ہے دل کی تنہائی
ستارہ رنگِ سحر سے بھی دُور، شب سے بھی دُور

Scanned with Ca

www.caarwan.com

کسی طرف کا تو ہو، دین ہو کہ دنیا ہو
یہ کیا کہ اہلِ جہاں سے بھی دُور، رب سے بھی دُور

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

بھیگی بھیگی ابرِ غم کی اک ردا سی دل میں ہے
آنکھ تک آتی نہیں کیوں جو گھٹا سی دل میں ہے

سونے سونے راستے ہیں بھولے بسرے خواب ہیں
جو کبھی پہلے پہل تھی وہ حیا سی دل میں ہے

دل سے نکلا ہی نہیں اُس لمحۂ رخصت کا سحر
آج تک اک جنبشِ دستِ حنا سی دل میں ہے

سوچتا ہوں ظاہر و باطن میں ہے کتنا تضاد
کیا حسیں منظر ہے اور کیسی اداسی دل میں ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ایک حیرت سی نگہ میں، اک نمی سی آنکھ میں
مُہر سی اک لب پہ ہے اور اک دعا سی دل میں ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

اے زباں اپنے کہے کو بھی نہ اپنا فن سمجھ
غیب سے سُن کر سناتی جا، پرایا دھن سمجھ کر

یا مثالِ تیشہ شق کردے دلِ کہسار کو
یا رگِ ہر سنگ کو، اپنی رگِ گردن سمجھ

بھول کر بھی اپنی محفل میں مجھے شامل نہ جان
تُو مجھے اِک روحِ پارینہ کا پیراہن سمجھ

کیسے سمجھاؤں وہ چشمِ سُرمہ سا کیا چیز ہے
ابر کی چادر سمجھ یا شام کا دامن سمجھ

Scanned with Ca

www.caarwan.com

سخت تنہا ہو کے سوئے خانۂ خورشید چل
اپنے سائے کو بھی تو اِس راہ میں دشمن سمجھ

Scanned with Ca

www.caarwan.com

شبِ غُربت میں جو خوشبوئے وطن پاس آئی
دیر تک سانس نہیں، صرف تری باس آئی

جب نوشتوں میں متاعِ دو جہاں بٹتی تھی
میرے حصّے میں یہی شدّتِ احساس آئی

کوئی اُمّید ہے مجھ کو نہ کوئی اندیشہ
آس آئی مرے دل میں نہ کبھی یاس آئی

جب کُھلا سانس لیا ہے مہک اُٹھا ہے مشام
یہ مرے ہاتھ عجب دولتِ انفاس آئی

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

جب بھی آئی ہے کبھی اُس نگہِ ناز کی یاد
شیشۂ دل کے لیے صورتِ الماس آئی

تو اِسی کُلبۂ احزاں میں پڑا رہ خورشید
تجھ کو کب صُحبتِ ابنائے زماں راس آئی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

کسی کے دل میں سمانا، کبھی نہ چاہتا تھا
میں اِس عذاب میں آنا، کبھی نہ چاہتا تھا

پسِ حجاب گزاری ہے زندگی میں نے
جو دیکھتا تھا، دکھانا، کبھی نہ چاہتا تھا

یہ کیوں تمام چراغوں کی لو بڑھائی گئی
میں بزم میں نظر آنا، کبھی نہ چاہتا تھا

وہ راز جو مرے دل کی تہوں میں رہتا ہے
اُسے زبان پہ لانا، کبھی نہ چاہتا تھا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

جو شہر چھوڑ کے، زنجیر توڑ کر نکلا
پلٹ کے دشت سے جانا، کبھی نہ چاہتا تھا

میں اپنی خاک کے ذرّوں پہ ناز کرتا ہوں
ستارے توڑ کے لانا کبھی نہ چاہتا تھا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

نگاہ سے نہیں ہٹتے ترے در و دیوار
یہ میرے ساتھ کہاں چل پڑے در و دیوار

نہ مُنہ سے بول سکیں کچھ نہ سر سے کھیل سکیں
ہمیں گواہ بھی کیسے ملے، در و دیوار

پھر اُس دیارِ محبّت میں جا کے لوٹ آئے
نہ تھے مکین تو کیا دیکھتے در و دیوار

اُسی کی لو سے فروزاں تھے خال و خد اِن کے
بُجھا چراغ تو گُل ہو گئے در و دیوار

Scanned with Ca

www.caarwan.com

زمیں لرزنے لگی روشنی سے ٹکرا کر
ستارہ آ کے گرا، بج اُٹھے در و دیوار

کہاں سے مل گئی انجام کی خبر اِن کو
کہ رہ گئے ہیں کھڑے کے کھڑے در و دیوار

Scanned with Ca

www.caarwan.com

طبع برہم ہے، ہوا تیز ہے، خاک اُڑتی ہے
دل کی آگ اے مرے پیراہنِ چاک، اُڑتی ہے

یاد کس کی ہے کہ کونین کو گھیرے ہوے ہے
کس کی خوشبو یہ، سمک تا بہ سماک اڑتی ہے

بادہ پیمائی کی اِس فصل میں حاجت نہ رہی
ایک مستی سی تہِ سایۂ تاک اُڑتی ہے

میں ہوں زنداں میں مگر میرے خیالوں کی پری
طوق و زنجیر سے رکھتی نہیں باک اُڑتی ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

بزم میں جاؤ پر اِس بات سے غافل نہ رہو
ساغرِ دل سے مئے خلوتِ پاک اُڑتی ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

بس اب یہی ہے کہ سب کچھ جلا کے رکھ دیا جائے
پھر اِس کے بعد یہ دفتر اُٹھا کے رکھ دیا جائے

تو کیا وہ گھر جسے ہم عُمر بھر بناتے رہے
گرا کے رکھ دیا جائے، مٹا کے رکھ دیا جائے

وہی بہت ہے قیامت جو آ چکی ہے یہاں
بس اب یہ صُور لبوں سے لگا کے رکھ دیا جائے

اگرچہ خانۂ دِل میں نہیں ہے گُنجائش
یہ غم بھی، اور کوئی غم ہٹا کے، رکھ دیا جائے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

وہ آفتاب سرِ بزم آ گیا خورشید
چراغ ایک طرف کو بڑھا کے رکھ دیا جائے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

چاک پر صبح و مسا، کون چڑھاتا ہے مجھے
نو بہ نو شکل میں لاتا ہے، بناتا ہے مجھے

اک جہاں ہے اور ہے اِس دہر کی پہنائی میں
وہ نہیں ہے کہ جو باہر نظر آتا ہے مجھے

کبھی روشن کبھی تاریک بنا دیتا ہے
مثلِ قندیل جلاتا ہے بجھاتا ہے مجھے

وہ کہ ہیں اہلِ سُخن مشقِ سُخن کرتے ہیں
کون ہوں میں، کہ سُخن کھینچ کے لاتا ہے مجھے

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

❁

دنیا کے ساتھ میں بھی برباد ہو رہا ہوں
کس کس کو کھو چکا ہوں اور خود کو کھو رہا ہوں

کھڑکی کھلی ہوئی ہے، بارش تُلی ہوئی ہے
آنسو اُمڈ رہے ہیں دامن بھگو رہا ہوں

وہ جس کے ٹوٹنے سے نیندیں اُڑی ہوئی ہیں
وہ خواب جوڑنے کو بن بن کے سو رہا ہوں

ہاں فصل کاٹنے سے کوئی غرض نہیں ہے
آیا کرے قیامت، میں بیج بو رہا ہوں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ہر صبح ایک سی ہے، ہر شام ایک سی ہے
کیا خاک زندگی ہے، اک بوجھ ڈھو رہا ہوں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

جم کر شفق پہ ابرِ بے تاب سو گیا ہے
یا رنگ میں ٹھہر کر سیماب سو گیا ہے

میں آنکھ بند کر کے اُس کو جگا رہا ہوں
میرے کنارِ دل میں جو خواب سو گیا ہے

اک سمت عیشِ ساحل، اک سمت قعرِ دریا
حیرت میں ہے سفینہ، گرداب سو گیا ہے

دُنیا ہے اِس سے آگے، بے صوت نغمگی کی
مدّھم سُروں پہ آ کر، مضراب سو گیا ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

آ اِس گھڑی جہاں سے باہر نکل چلیں ہم
گردش تھمی ہوئی ہے، دُولاب سو گیا ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

تھا درد کا درماں، نہ کسی بات کا حل تھا
کیا زیست کی بنیاد میں خود کوئی خلل تھا

ظاہر پہ نہ جا، کوہکن و قیس تھے ہم بھی
باطن میں وہی سلسلۂ دشت و جبل تھا

ہر چند کہ سو جاں پہ گزر جائے خرابی
دل کا اُسی آئینِ شکستہ پہ عمل تھا

خاموش دلِ زار جہانِ گزراں میں
جو کچھ کہ کہا اُس کے نہ کہنے کا محل تھا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

اُترا ہی نہیں دل پہ کوئی آیۂ محکم
ہر سانس میں اک مخمصۂ ردّوبدل تھا

کیا راز ہے تاثیرِ سخن کا تری خورشید
نے رنگ قصیدے کا نہ اندازِ غزل تھا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

کِھلیں جو گُل تو سُخن کا اسے بہانہ کہیں
اسی بہانے غمِ ذات کا فسانہ کہیں

سُلگ اُٹھے جو تبسّم تو زہر خند بنے
نسیمِ صبح جو مچلے تو تازیانہ کہیں

کہیں کہیں تو کوئی آشنا نظر آئے
کبھی کبھی تو کوئی حرفِ محرمانہ کہیں

خدا کے نام پہ مٹتے بھی ہیں وہ خانہ خراب
جو مسجدوں میں حدیثِ شراب خانہ کہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

سینۂ سنگ میں شرار ہے کیوں
خاک اندر سے لالہ زار ہے کیوں

پیڑ مایوس کیوں نہیں ہوتے
اِنھیں سودائے برگ و بار ہے کیوں

جھوٹ سچ خود سے کیوں نہیں کُھلتے
بات مرہونِ اعتبار ہے کیوں

خواب کو اِتنا طول کس نے دیا
عُمر کو اِتنا اختصار ہے کیوں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

میں اُسے کیوں خزاں میں ڈھونڈتا ہوں
پُھول پابستۂ بہار ہے کیوں

اے دلِ زار! ایک عُمر کے بعد
آج پھر اتنا بے قرار ہے کیوں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

سبزہ، کنارِ آبِ رواں، تازگی، درخت
ہر گام، بانٹتے ہوے خوشبو نئی، درخت

وہ سحر تھا کہ آنکھ جھپکنا محال تھا
حیراں، زمیں میں گڑ کے ہوے، آدمی، درخت

دل میں اُتر گئی سرِراہے کوئی شبیہ
اک بیج ہے ابھی، کہ بنے گا کبھی درخت

اب آنکھ بند کرکے اُسے دیکھتا ہوں میں
کس کو خبر کہ یاں بھی کبھی تھا کوئی درخت

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

پھیلی ہے دل پہ اُس کی گھنی چھاؤں دور دور
اک یاد ہے کہ تھی ابھی کونپل، ابھی درخت

ہم کیا کریں کہ دوست ہمارے نہیں رہے
دنیا کی تیز دھوپ میں ہے دوستی درخت

یہ کٹ گئے تو کوئی نہیں لے سکے گا سانس
روئے زمین پہ ہیں علم زندگی درخت

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ہوس کے پاؤں مدھم پڑ گئے ہیں
بہت اچھا ہوا غم پڑ گئے ہیں

ہمیں دنیا میں دو دن بھی بہت تھے
کسی کی چاہ میں کم پڑ گئے ہیں

سفر تھا صرف اُن کے آستاں تک
مگر رہ میں دو عالم پڑ گئے ہیں

مرے ہاتھوں کی ریکھاؤں میں خورشید
اچانک کچھ نئے خم پڑ گئے ہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

پل جھپکنے میں کچھ پتا نہ ملا
تم ملے یا کوئی فسانہ ملا

دور تک کوئی ہم نوا نہ ملا
کس بلندی پہ آشیانہ ملا

اشک بے سود، نالہ بے حاصل
درد کو کوئی راستہ نہ ملا

پھر ہوا تجھ کو بھولنے کا شعور
پھر تری یاد کو بہانہ ملا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

لوگ تو ہم پہ رشک کرتے ہیں
کس سے کہیے کہ ہم کو کیا نہ ملا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

اے جانِ نشّہ، روحِ مئے ناب آ کبھی
حرفِ نگفتہ، معنیِ نایاب آ کبھی

تاریک ہے مری رگِ جاں اک زمانے سے
اے رشکِ مہر، غیرتِ مہتاب آ کبھی

نکلے کسی طرح یہ مرا شوقِ عافیت
تو میرے گھر میں صورتِ سیلاب آ کبھی

ہاں میرے پاس شورشِ اہلِ جہاں سے دُور
ہاتھوں میں تھام کر صدفِ خواب آ کبھی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

موتی ہوں میری آب کفِ دست پر نہ دیکھ
ہو مجھ کو دیکھنا تو تہِ آب آ کبھی

مجھ پر بہت گراں ہے یہ یکسائیٔ حیات
سینے میں پھر سے اے دلِ بے تاب آ کبھی

کاروان بہاولپور

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

غمِ زمانہ سہو، جورِ مہرباں کی طرح
یہ سُود وہ ہے کہ لگتا ہے جو زیاں کی طرح

کبھی جو ترکِ وفا کا خیال گزرا ہے
نگاہِ دوست اُٹھی تیغِ بے اماں کی طرح

وہ یاد، دل میں جو رہتی تھی زخم کے مانند
وہ یاد، آج بھی ہے زخم کے نشاں کی طرح

ترے فراق میں کاٹے ہیں کس طرح مت پوچھ
یہ چند روز کہ تھے عُمرِ جاوداں کی طرح

Scanned with Ca

www.caarwan.com

تری گلی کے تصوّر میں ڈوب کر اکثر
ہم اپنے گھر میں اُترتے ہیں میہماں کی طرح

جُھکے تو خاک نشیں ہو گئے مثالِ اُفق
بہت بلند ہوے تھے ہم آسماں کی طرح

تمھارے بعد نہ دیکھی کہیں وہ برقِ ادا
کہ شاخِ دل پہ پڑے طرحِ آشیاں کی طرح

کہاں ہے تُو کہ پھر اک بار کاروانِ بہار
گزر رہا ہے مری عمرِ رائگاں کی طرح

Scanned with Ca

www.caarwan.com

رنج اتنا کہ جئیں اور مریں ساتھ کے ساتھ
بات ایسی کہ کہیں اور نہ کہیں، ساتھ کے ساتھ

اہلِ دنیا تو نہیں ہم مگر اے اہلِ جنوں
کام دنیا کا بھی کُچھ کر کے چلیں، ساتھ کے ساتھ

کیا تماشا ہے یہ اور کون تماشا گر ہے
شمع و پروانہ، سرِ طاق جلیں ساتھ کے ساتھ

اے صبا شاخ کو چھو کر مرے دل سے بھی گزر
کہ اِدھر زخم، اُدھر پھول کِھلیں ساتھ کے ساتھ

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ساتھ ایسا کوئی بھرپور میسّر آئے
رابطے اور نہ درکار رہیں ساتھ کے ساتھ

آنکھ سے آنکھ ملے، حرف کی حاجت نہ رہے
سب نگاہوں سے کہیں اور سُنیں ساتھ کے ساتھ

درمیاں دھار ہو تلوار کی ایسی کوئی
کہ جُدا کے ہوں جُدا، اور رہیں ساتھ کے ساتھ

چار سُو دیکھ ہجومِ گُلِ شبنم آلود
آ بہم گریہ کریں اور ہنسیں، ساتھ کے ساتھ

تو نہیں ہے تو نہ ہستی نہ عدم کچھ بھی نہیں
جلوہ گر ہو، کہ رہیں اور نہ رہیں ساتھ کے ساتھ

رائگاں جانے نہ دیں ایک بھی ہم قطرۂ اشک
کر کے موتی اُسے لفظوں میں جڑیں ساتھ کے ساتھ

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

لب وہ کھولے تو جھڑیں پھول مسلسل خورشید
اور اُدھر چاند ستارے بھی بنیں ساتھ کے ساتھ

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ساتھ دوں گا عمر بھر پل بھر کا دیوانہ نہیں
میں تو شعلہ ہوں ترا اے شمع پروانہ نہیں

آئنے میں عکس بھی ہے ہاتھ میں تصویر بھی
خود کو دیکھا تو بہت ہے خود کو پہچانا نہیں

بزم میں جس پر نظر ڈالوں مرا ہم راز ہے
کس کے افسانے میں شامل میرا افسانہ نہیں

کون سا لب ہے کہ ظاہر میں نہیں ہے گُلفروش
کون سا دل ہے کہ باطن میں عزا خانہ نہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

مختصر ہے کس قدر اب تک کی رودادِ حیات
زندگی قاتل ہے اور قسمت میں مرجانا نہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

جو دل میں گونجتی ہے بات وہ کہنے نہیں دیتی
مگر دنیا مجھے خاموش بھی رہنے نہیں دیتی

یہ میری زندگی میرے لہو سے جو عبارت ہے
مجھے میرے لہو کی موج میں بہنے نہیں دیتی

یہ تیری یاد حائل ہے تری موجودگی بن کر
مجھے تیری جدائی کے ستم سہنے نہیں دیتی

ذرا سا کھوٹ بھی اِس آب و تابِ زر میں رہنے دے
یہی ظلمت ہے جو اس چاند کو گہنے نہیں دیتی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

خزانہ دفن ہو تو بیٹھ جاتی ہے زمیں اکثر
دلِ ویراں کو اُس کی بے زری دہنے نہیں دیتی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

جانے کس کے کھوج میں پھرتا ہے بے کل آدمی
آدمیّت سے گریزاں ہے مسلسل آدمی

خیر و شر کے جس جھمیلے پر بھی دوڑائیں نگاہ
سب سے آخر آدمی اور سب سے اوّل آدمی

مضطرب ہیں روز و شب تکمیل پانے کے لیے
کتنے اچھے آدمی ہیں نامکمّل آدمی

عقل والوں پر کہاں ہوتا ہے خوابوں کا نزول
آدمی کی لاج تو رکھتا ہے پاگل آدمی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

وہ مہک مت ڈھونڈ اِس دورِ جنوں رفتار میں
وہ غزل وہ شعر تو کہتا تھا پیدل آدمی

اب تو ہے دیوِ مشینی دوشِ دوراں پر سوار
اور اُس کی باگ میں چلتا ہے کوتل آدمی

قُفلِ ابجد کی طرح اِک سرِّ ناپیدا کلید
دوستو خُورشید بھی ہے کیا مقفّل آدمی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

طرحی غزل

کون سے نُور کی زد پر ہے کہ شب کٹتی ہے
تیری آمد کے قرینے ہیں کہ پو پھٹتی ہے

ڈھونڈنے جاتی ہے صحرا میں نہ جانے کس کو
گرد میں روز نسیمِ سحری اَٹتی ہے

یہ جہانِ گزراں بھی ہے عجب ایک طلسم
آدمی بڑھتا ہے اور عمرِ رواں گھٹتی ہے

پردۂ غیب سے ملتا ہے کبھی اِذنِ سخن
روز یہ دولتِ بیدار کہاں بٹتی ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

آپ آئیں تو مری رات منوّر ہو جائے
تیرگی چاند ستاروں سے کہاں چھٹتی ہے

بوالہوس خاک ترے نام کی لذت پائے
دل نہیں مانتا، ہر چند زباں رٹتی ہے

مجھ کو خورشید ملے سایۂ دیوار کہاں
''میری پرچھائیں سے دیوار پرے ہٹتی ہے''

Scanned with Ca

www.caarwan.com

طرحی غزل

پھول بزمِ ناز میں پہنچے گلستاں چھوڑ کر
''کوئے جاناں کو چلے آہو بیاباں چھوڑ کر''

بزم برہم ہے، نہیں جب سے وہ برہم بزم میں
دل پریشاں سایۂ زلفِ پریشاں چھوڑ کر

جو دمِ شمشیر پر چل پائے، وہ رکھے قدم
جادۂ تحقیق پر، دینِ بزرگاں چھوڑ کر

زندگی سے تابکے دریوزۂ انفاسِ چند
آؤ نکلیں دامنِ عمرِ گریزاں چھوڑ کر

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

دیکھنا کیسی کشش اُس کے لبِ لعلیں میں ہے
وجد کرتی نے نکل آئی نیستاں چھوڑ کر

میرے دل کی وسعتوں نے کر لیا سب کو اسیر
خود عدو دامن سے آ لپٹے گریباں چھوڑ کر

قید سے خورشید جیتے جی کہاں چھوٹیں گے ہم
اور اِک زنداں میں آئے، ایک زنداں چھوڑ کر

Scanned with Ca

www.caarwan.com

بیادِ عرفان صدّیقی

تیرے معیار کو پہنچیں گے کہاں دوسرے لوگ
تجھ سا رکھتے ہیں کہاں سوزِ نہاں دوسرے لوگ

گو اُنھی میں تھا مگر اُن سے جدا تھا یکسر
تو جو گوہر تھا تو تھے آبِ رواں دوسرے لوگ

کس کو ہمّت ہے کہ ہو تیری طرح سینہ سپر
کیا اُٹھائیں گے ترے بعد نشاں دوسرے لوگ

کس کے ہاتھوں پہ کرے کوئی سخن میں بیعت
اب رہیں دست بدستِ دگراں، دوسرے لوگ

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ڈھونڈتی ہیں تجھے آنکھیں مگر اب دنیا میں
نظر آتے ہیں کراں تا بہ کراں دوسرے لوگ

تُجھ سے ملنے کی اک اُمید تھی وہ بھی نہ رہی
میری قسمت میں ہیں اب صرف یہاں دوسرے لوگ

تُو کہ تھا شعلہ بجاں دوسرے لوگوں کے لیے
سو ترے غم میں ہیں اب نوحہ کُناں دوسرے لوگ

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❀

حاصلِ وصل ہے فراق پھر بھی ابھی نہ جایئے
آپ مرے چمن میں ہیں آب و ہوا بنے ہوے

ایک طرف گل و سمن اک طرف اُن کا پیرہن
ہم بھی گئے تھے ساتھ ساتھ موجِ صبا بنے ہوے

عالمِ بے خودی میں رات چاند سے چھو گیا تھا ہاتھ
خون کو دیکھتا کوئی، موجِ طلا بنے ہوے

دل کی پرکھ سے کیجیے اہلِ جنوں کا امتیاز
اہلِ ہوس بھی ہیں یہاں آبلہ پا بنے ہوے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

دیکھ کے روئے آفتاب کشمکشِ غروب میں
آج کنارِ جوئے آب، آپ ہیں کیا بنے ہوے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

رہوں خموش تو جاں لب پہ آئی جاتی ہے
جو کچھ کہوں تو قیامت اُٹھائی جاتی ہے

یہی رہا ہے ہمیشہ سے زندگی کا مزاج
ہجومِ جلوہ ہے اور نیند آئی جاتی ہے

نکالتی نہیں کیوں خال و خد کہ جب شب و روز
حرم کے چاک پہ اُمّت چڑھائی جاتی ہے

دبائے بیٹھی ہے جس کو ابھی سیاہیٔ شب
مجھے وہ صبحِ درخشاں دکھائی جاتی ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

حرف میں مہک نہیں آنکھ میں سخن نہیں
انجمن میں اب کہیں کیفِ انجمن نہیں

پھول صرف رنگ ہے، شاخ صرف برگ و بار
ہم چمن میں ہیں مگر دور تک چمن نہیں

ایک یاد کے سبب دل سبک سبک رہا
منزلیں گزر گئیں اور ذرا تھکن نہیں

زیست سے بھی نا مراد مرگ سے بھی نا امید
ہے عجب یہ گو مگو، دار ہے رسن نہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

اِس جہاں سے کہ اُس جہاں سے آئی
خاک میں روشنی کہاں سے آئی

دل نے کر دی سپرد آنکھوں کے
بات کچھ بن نہ جب زباں سے آئی

تیر چھوٹا تو صورتِ فریاد
اِک ندائے حزیں کماں سے آئی

دیکھ سورج کی خاکساری دیکھ
خاک پر دھوپ آسماں سے آئی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

نہیں ہے جب سے ترا التفات میرے لیے
شکن شکن ہے جبینِ حیات میرے لیے

ادائے شام ہو یا غمزۂ طلوعِ سحر
کہیں نہیں ہے کوئی واردات میرے لیے

کبھی کبھی تو جنوں میں ہوا ہے یوں محسوس
کہ تنگ ہے قفسِ شش جہات میرے لیے

شبِ فراق بھی تھی، تازگیٔ عشق کے ساتھ
برس ہوے کہ نہیں ہے وہ رات میرے لیے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

وہ سیل ہوں کہ زمانے کو لے بہوں خورشید
ہے سدراہ مری اپنی ذات میرے لیے

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

❀

دل ہے تو دل کو ساتھ تمھارا بھی چاہیے
اِس انجمن کو انجمن آرا بھی چاہیے

ہاں ڈوبتے ہوؤں کی بڑھانے کو بیکسی
حدِّ نظر پہ کوئی کنارا بھی چاہیے

ہم زندہ اس لیے ہیں کہ ملتے نہیں ہو تم
مرنے کو کوئی جان سے پیارا بھی چاہیے

خونِ جگر جلا کے بھی ہوتی نہیں غزل
اِس میں کچھ اُس طرف کا اشارا بھی چاہیے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

تنہا کبھی مل جاؤں تو آتی ہے بہت یاد
وہ کُنجِ فراموش دکھاتی ہے بہت یاد

جب تک کوئی ہوتا ہے تو ہوتی ہے گرانی
اور جب نہیں ہوتا تو ستاتی ہے بہت یاد

ہم جس میں نہ جانے پہ ہیں اک عمر سے مجبور
اُس انجمنِ ناز میں جاتی ہے بہت یاد

جو وقت ہوا سلسلۂ وقت سے آزاد
اُس وقت کو پھر گھیر کے لاتی ہے بہت یاد

Scanned with Ca

www.caarwan.com

لہو پھر مرا گنگنانے لگا
پُرانے ترانے سنانے لگا

اُگا ذہن میں اک شجر سایہ دار
لہکنے لگا، لہلہانے لگا

کُھلا آج مجھ سے مرا چارہ گر
مجھے زخم اپنے دکھانے لگا

سنا دی اُسے آج اپنی غزل
چلو یہ ہنر تو ٹھکانے لگا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ہوا پھر سے خورشید گرمِ سفر
ستاروں کی شمعیں بجھانے لگا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

اک بات کہی، کہنے کے لیے
بہتے رُخ پر بہنے کے لیے

موجوں کا تلاطم سہتا ہوں
موتی کی طرح رہنے کے لیے

اک خواب ضروری ہوتا ہے
بیداری کو سہنے کے لیے

یہ داغ نہیں مٹنے والا
یہ چاند نہیں گہنے کے لیے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

کیا کوئی دفینہ ہے اِس میں
ہے دل کی زمیں دہنے کے لیے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

کہاں گئے وہ زمانے کہ آدمی کے لیے
فروغِ جلوۂ باطن اصول ہوتا تھا

نہ صوفیوں میں وہ روشن ضمیر ہیں جن کے
لبوں سے جو بھی نکلتا، قبول ہوتا تھا

نہ جوگیوں میں وہ کامل فقیر ہیں جن کی
زباں پہ سرسوَتی کا نزول ہوتا تھا

نگہ پیام برِ صدقِ حال ہوتی تھی
سُخن زباں پہ دلوں کا رسول ہوتا تھا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

نہ تھی خلیج کوئی ظاہر اور باطن میں
نہ حرف سے کوئی معنی ملول ہوتا تھا

سماعتوں میں جواہر اُتارے جاتے تھے
لہو میں روشنیوں کا حلول ہوتا تھا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

آج پھر ذہن میں یکجا ہیں زمانے تینوں
اے زباں بول کہ لب سے کوئی نشتر نکلے

کب سے اِس خول میں پلتا ہے مرا خوفِ شکست
تو مجھے توڑ کسی دن کہ مرا ڈر نکلے

اُڑ کے جاؤں تو کہاں، لوٹ کے آؤں تو کہاں
جل گیا صحنِ گلستاں تو مرے پر نکلے

میرا باطن ہے کہ ہے آئنۂ فصلِ بہار
وہ جو باہر تھے وہی گُل مرے اندر نکلے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

وہ ستارہ ہو کہ بجلی ہو کہ الہامِ سخن
اے فصیلِ شب تاریک کوئی در نکلے

روز و شب مجھ کو بلوتا ہے زمانہ خورشید
دیکھیے کب مرے اعماق کا جوہر نکلے

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

رات بھر آسماں پہ جاگتے ہیں
مُجھ سے بیزار ثابت و سیّار

روز رہتی ہے دل میں آخرِ شب
میرے باطن کی بے اماں یلغار

روز پو پھوٹتے ہی کرتا ہوں
آپ اپنے وجود کا انکار

صبح دم گلستاں میں شبنم سے
گریہ کرتے ہیں، روبرو، گُل و خار

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ثابت آئینہ ہو تو رہتی ہے
دل میں پیہم شکست کی جھنکار

ٹوٹ جائے تو کیا نکلتا ہے
ایک موجِ غبار پیشِ غبار

کٹ گئے راستے کے سارے شجر
ہاتھ ملتی پھرے ہے بادِ بہار

ہم کو تارِ نفس ہے مثلِ رسن
صورتِ دار حُسنِ قامتِ یار

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

لوگوں کو یقیں قصۂ موسیٰؑ پہ نہیں ہے
رستے تو کئی اب بھی سُوئے طور کھُلے ہیں

کچھ رنگ کھُلے دل کے گناہوں کی ہوس میں
کچھ ہو کے پسینے میں شرابور کھُلے ہیں

یہ بند اگر ہوں تو رگِ جاں نہ رہے گی
ہم زندہ ہیں جب تک کہ یہ ناسور کھُلے ہیں

اُڑنے کا مزا کیا ہے غریبی کی فضا میں
پر آ کے نشیمن سے بہت دور کھُلے ہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

کب کھول کے رکھی ہے کہیں دل کی جراحت
کب چارہ گروں سے ترے رنجور کھلے ہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

اب اے دلِ زار یہ بھی کیا ہے
ہر چیز کی یادگار رکھنا

ہر صبح کا زخم دل پہ لینا
ہر شام کو جاں پہ بار رکھنا

ہر پھول میں خوں کا رنگ بھرنا
ہر شاخ کو مثلِ دار رکھنا

ہاں کل کے لیے بھی کچھ بچا کر
اے دیدۂ اشکبار رکھنا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

پل بھر کہیں سایۂ شجر میں
گٹھری سر سے اتار رکھنا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

زندگی مرگِ مفاجات ہے حُکمِ حاکم
اپنی مرضی سے یہ بیڑی نہیں پہنی ہم نے

صدقِ احساس کا پابند ہے فنکار کا فَن
کیسے وہ بات کہیں جو نہیں جھیلی ہم نے

ٹوٹتے دیکھ رہے تھے کسی معصوم کا دل
ہائے افسوس، قیامت نہ اُٹھا دی ہم نے

جو گزرنے نہیں دیتی تھی وہ گزرے ہوئے دن
آج وہ آخری تصویر جلا دی ہم نے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

اپنی خلوت کا بہت زعم تھا اُس کو خورشید
دفعتاً بیچ کی دیوار گرا دی ہم نے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

شور جو مجھ میں بپا ہے تم اُسے کیا سمجھو
کبھی گنبد میں صدا دو تو یہ نکتہ سمجھو

خامشی دیکھ کے میری مجھے بے حِس جانا
تم بھی کیا خوب سمجھتے ہو ارے نا سمجھو

عشق وہ بات نہیں ہے کہ جو سمجھا دی جائے
کچھ سمجھنا ہے تو دنیا سے گزرنا سمجھو

میرا رہبر تو مرا دل ہے، نہ دعویٰ نہ دلیل
تم بھی اِس راہ پہ آؤ اگر اچھا سمجھو

Scanned with Ca

www.caarwan.com

پھر سوزِ نہاں اپنا، لفظوں میں سجا دیکھوں
بہتے ہوئے سونے کو مٹّی میں ملا دیکھوں

سنتا ہوں کہ صدیوں میں اک غار سے نکلا ہوں
آنکھوں کو جھپکتا ہوں، اب دیکھیے کیا دیکھوں

پتھر تو نہ ہو جاؤں اِس جبر کے موسم میں
گو سر نہیں اُٹھ سکتا، آواز اُٹھا دیکھوں

اے آنکھ بتا تُجھ میں ہے تابِ نظر کتنی
مستور اُسے دیکھوں یا چہرہ نما دیکھوں

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

کس نے مجھے مجھی سے ہم آواز کر دیا
لا کر سخن میں فاش مرا راز کر دیا

مجھ سے زمانہ برسرِ پیکار تھا مگر
میں نے زمانے کو نظرانداز کر دیا

منزل پہ اب پہنچ بھی گئے تو کریں گے کیا
سارا لہو تو صرفِ تگ و تاز کر دیا

خورشید! آج میں نے اُسے پا کے روبرو
آنکھیں تو مُوند لیں، درِ دل باز کر دیا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

خود اپنے ذہن کی وسعت میں یوں فنا ہو جاؤں
فسونِ گردشِ ایّام سے رہا ہو جاؤں

درخت سبز نہیں ہیں خزاں کا موسم ہے
مگر تُم آج بھی آؤ تو میں ہرا ہو جاؤں

شکستگی سے سفینے کی باخبر ہوں مگر
فقط خدا کے بھروسے پہ ناخدا ہو جاؤں

لرز رہا ہے عدو مجھ کو زیر کرتے ہوئے
کہ ہوں تو میں بھی قیامت اگر بپا ہو جاؤں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ہم خاک کے ذرّوں کو بُھگتنی ہے سزا
سیلاب کی گر نہیں، بگولوں کی سہی

اپنا ہی سہی، ہاتھ گریباں میں تو ہے
زنجیر ہے زنجیر، اُصولوں کی سہی

حائل ہے وصال میں تب و تابِ جمال
دیوار ہے درمیان، پھولوں کی سہی

جو تیرہ سرشت ہیں اُنھیں کیا حاصل
ہر قوم میں روشنی رسولوں کی سہی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

اِس تپتے ہوئے دشتِ سفر میں خورشید
یہ چھاؤں غنیمت ہے ببولوں کی سہی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

بچھڑ گئے تھے وہ جس جھکتے آفتاب کے ساتھ
وہ آج تک مرے دل میں غروب ہوتا ہے

یہ فاصلے ہیں ہمارے، ہوا کے جھونکے کو
کب امتیازِ شمال و جنوب ہوتا ہے

جبینِ ماہ پہ ابھرا تو داغ بھی چمکا
ہنر میں عیب کا پرتو بھی خوب ہوتا ہے

بہت دنوں سے کسی نغمہ گر کے لب پہ نہیں
وہ زمزمہ کہ شفاء القلوب ہوتا ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

تابشِ صبحِ وطن میں بھی مجھے یاد ہے تو
اے غریب الوطنی، کیا مری ہم زاد ہے تو

گو اسیری میں بھی آرام بہت ہے لیکن
طبعِ آزاد، یہ مُشکل ہے کہ آزاد ہے تو

ہیں جو آباد اُنھیں خوف ہے بربادی کا
دلِ برباد، مناسب ہے کہ برباد ہے تو

ہم کو رہتا ہے بہت صید نہ ہونے کا ملال
جب سے سُنتے ہیں کہ اِس دشت میں صیّاد ہے تو

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

اِس بستی میں ہم کو بھی
دو دن پتّھر ڈھونے ہیں

قرض ہے کتنا اشکوں کا
کیا کیا ہار پرونے ہیں

فرصت ہو تو رو رو کر
داغ بہت سے دھونے ہیں

فصل اُٹھے یا ہاتھ کٹیں
بیج تو آخر بونے ہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

خاک اُڑتی ہے تو پھر لوٹ کے آتی ہے کہاں
دیکھیے اب مجھے تقدیر پھراتی ہے کہاں

سیر کی مجھ کو ہوس ہے نہ سفر کا کوئی شوق
زندگی تو مجھے کھینچے لیے جاتی ہے کہاں

محوِ حیرت ہوں پلک سے نہیں لگتی ہے پلک
اب مری آنکھ مجھے خواب دکھاتی ہے کہاں

کیوں چُراتی ہے مرے نالۂ سوزاں سے شرار
جا کے اے بادِ صبا آگ لگاتی ہے کہاں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

یہ فیض اک شباہتِ قامت کا ہے کہ سرو
بے سایہ، بے ثمر ہے، مگر ہے بہت عزیز

دیکھیں تو کس طرح، جو نہ دیکھیں تو کس طرح
منظر لہو میں غرق، نظر ہے بہت عزیز

قصّہ یہ مختصر مرے سارے دُکھوں کا ہے
صرصر پہ بس نہیں، گُلِ تر ہے بہت عزیز

اِس معرکے میں کوئی کہیں سربکف نہیں
اس بار سرکشوں کو بھی سر ہے بہت عزیز

Scanned with Ca

www.caarwan.com

مدتوں سے نہ شکایت نہ حکایت نہ طلب
میں بھی خاموش رہا، وقت بھی خاموش رہا

لب پہ اک موجِ طرب سے مجھے انکار نہیں
دل بہر رنگ بہر حال سیہ پوش رہا

اشک میں نوکِ زباں سب سے ڈبوئی نہ گئی
یوں تو جس منہ میں زباں تھی وہ سخن کوش رہا

کس کا چہرہ مرے بالیں پہ جھکا تھا خورشید
آسماں ہو کے زمیں سے جو ہم آغوش رہا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

کون کہتا ہے کہ پابستۂ دریا ہیں گہر
آ، سرابوں میں چلیں آبلہ پا ہو جائیں

اپنی آنکھوں میں نظر آئے ہیں امکاں کیا کیا
آئنہ دیکھ کے حیراں ہیں کہ کیا ہو جائیں

یا نکل جائیں قد و قامتِ دنیا سے بلند
یا یہیں حسرتِ دنیا میں فنا ہو جائیں

یا سرِ دشتِ عدم، عرصۂ کونین سے دور
جو نہ ہو رہنِ سماعت، وہ صدا ہو جائیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

کرن لبوں پہ بھی آجائے گی کوئی نہ کوئی
اگر کہیں، تہِ دل میں، چراغ جلتے رہیں

تمام عمر اِسی شام و سحر میں کٹ جائے
تری نگہ کے یونہی زاویے بدلتے رہیں

کسی کی تابشِ رُخ سے طلوع ہو ہو کر
مرے قدح میں ہزار آفتاب ڈھلتے رہیں

تمام رات شبِ ماہتاب میں خورشید
نظر فلک پہ رکھیں، بادلوں میں چلتے رہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

پسِ مرگ دیکھیں کہ ہوتا ہے کیا
یہاں تک تو میں بے تکان آ گیا

جہاں نیم کے پیڑ آئے نظر
وہیں وہ پُرانا مکان آ گیا

کُھلے بھی نہیں تھے ابھی میرے پر
ذرا دیر میں آسمان آ گیا

سہارے سمٹ کر ہوئے دُور دُور
تو کیا پھر کوئی امتحان آ گیا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

ناخدا کچھ کر سکے تو آخری تدبیر کر
ہے سفینہ تیز، کوئی آبشار آنے کو ہے

اے ہجومِ ریگِ ساحل اپنے ذرّوں کو سنبھال
لمحہ بھر میں تُند موجِ انتشار آنے کو ہے

گرد چھٹتی جا رہی ہے لمحہ لمحہ پے بہ پے
اب نظر کے سامنے وہ شہسوار آنے کو ہے

منتظر ہوں اب کے شاید میری زنجیریں کٹیں
پھر نئی، کوہِ ندا سے، اک پکار آنے کو ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

میں ریزہ ریزہ سمٹتا ہوں ریگِ ساحل میں
بپھر کے دور سے شمشیرِ آب آتی ہے

تراشتی ہے ہوا دمبدم نئے خدوخال
بدل بدل کے شبیہِ سحاب آتی ہے

عبث ہے آپ جو تصویرِ آب کھینچتے ہیں
نکل کے آب سے موجِ سراب آتی ہے

سوادِ خاکِ وطن بڑھ کے لے قدم اپنے
ہم آ رہے ہیں تھکن ہم رکاب آتی ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

اپنے ہونے یا نہ ہونے پر مرا کیا اختیار
میں بگولا ہوں، ہوا کی موج ہے بانی مری

اے دلِ برباد ماضی کی طرف مُڑ کر نہ دیکھ
اُس گلی میں پھر پلٹ آتی ہے نادانی مری

سانس کی رَو سے قدم کی چاپ ہم آہنگ تھی
پو پھٹے تک ہم سفر تھی رات کی رانی مری

اس خرابے میں بھلا میرے سوا آتا ہے کون
خانہ ویرانی مری کرتی ہے دربانی مری

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

کن حسین قدموں کی دھول میں نہائے ہو
کاش ہم وہاں جائیں تم جہاں سے آئے ہو

مجھ کو کچھ نہیں معلوم کس کی آرزو ہوں میں
میری آرزو تم ہو اور تم پرائے ہو

تم سے زندگی میری، تم سے ہر خوشی میری
پھول ہوں تو خوشبو ہو، دھوپ ہوں تو سائے ہو

Scanned with Ca

www.caarwan.com

دیر تک دست و گریباں وقت سے ہوتے رہیں
دیر تک تصویر دیکھیں دیر تک روتے رہیں

کیا عجب اس دورِ شور انگیز کے پالے ہوئے
فتنۂ شورِ قیامت میں پڑے سوتے رہیں

خوں ہوا جاتا ہے دل رہ رہ کے یارب کب تلک
ایک فصلِ رائگاں کو کاٹتے بوتے رہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

فقط نگاہ میں ہو، حرف سے نہاں رہ جائے
وہ بات صرف مرے اُن کے درمیاں رہ جائے

کسی کے دھیان میں آنکھوں کو بند کر کے چلوں
نظر کا کوئی بھروسہ نہیں، کہاں رہ جائے

بلندیوں کے لیے پستیاں ہیں آئینہ
بھلا زمیں نہ رہے اور آسماں رہ جائے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

پھولوں میں ستاروں میں اڑا کر لے جا
آ مجھ کو ہتھیلی پہ اُٹھا کر لے جا

میں خاک سہی، سنگ نہیں ہوں آخر
اے بادِ صبا، ساتھ لگا کر لے جا

جس بزم کی حیرت میں رہے خواب مرے
اُس بزم میں آئینہ بنا کر لے جا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

دیکھ کر دل ہے دنگ روپ وہی
چُھو کے دیکھو تو سنگ روپ وہی

یہ پرندہ اُڑا کہ شاخ اُڑی
وہی چھب اور رنگ روپ وہی

اب صدا بھی دکھائی دیتی ہے
چنگ یا جلترنگ، روپ وہی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ہر روز نیا دن ہے، ہر روز نیا غم ہے
جب آخری دن ہوگا، تب آخری غم ہوگا

اُڑتی ہے کتابِ دل ہر سمت ہواؤں میں
بکھرا ہوا شیرازہ، شاید نہ بہم ہوگا

یہ درد جو اُٹھا ہے کیا اس کا مداوا ہے
یا جُرعۂ مے ساقی، یا جرعۂ سم ہوگا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ہر جادہ دل فریب ہے، صرفِ نظر کریں
آنکھوں کو مُوند کر یہ سفر مختصر کریں

محفل سے اُٹھ کے اپنے گریباں کی راہ لیں
باقی جو ہے وہ صُحبتِ دل میں بسر کریں

جا کر گروں میں اپنے نشیمن کے آس پاس
کچھ اور دُور تک جو وفا بال و پر کریں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

لبوں پہ شکوہ نہیں دل میں احتجاج نہیں
زمانہ سنگ سہی، میں بھی کچھ زجاج نہیں

چمن میں سرو و گُل و سبزہ سب ہیں بیگانے
سوائے بادِ صبا کوئی ہم مزاج نہیں

نشیبِ عُمر ہے خورشید ڈھلتا جاتا ہے
سخن میں اُس کے جو کل تھا وہ رنگ آج نہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ملنے میں لُطف، ذوق جدائی میں کچھ نہیں
کُچھ دن سے اب خدا کی خدائی میں کچھ نہیں

اوّل تو کیا دھرا ہے خزف زارِ زیست میں
ہو بھی اگر تو اپنی رسائی میں کچھ نہیں

یا سرکشی میں حور و قصور و سرور عیش
یا عمر بھر کی ناصیہ سائی میں کچھ نہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ہے اپنی اسیری قفس اندر قفس اے دوست
آزاد بھی ہوں گے تو گرفتار رہیں گے

تا زیست نہ چھوڑے گی ہمیں دل کی ملامت
ہم دار سے بھاگے تو سرِ دار رہیں گے

ناکردہ کی حسرت کبھی کردہ پہ ندامت
دل ہے تو کئی طرح کے آزار رہیں گے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

تا تری صبحِ شکر خواب میں آئے نہ شکن
نیند میں گوندھ کے سورج کی کرن لاتے ہیں

قتلِ گُل عام ہوا، صحنِ گلستاں سے پرند
خون میں ڈوبی ہوئی خاکِ چمن لاتے ہیں

اور ہوں گے کہ جو لائیں گے فن اپنا اپنا
ہم تو اے بزمِ سُخن حسرتِ فن لاتے ہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

منتشر وادی و کُہسار میں ہے شام و سحر
دل نے سورج سے پریشاں نظری سیکھی ہے

وہ مرے حال سے غافل ہیں تو کس دن کے لیے
تو نے اے بادِ صبا نامہ بری سیکھی ہے

زرگری کا یہ زمانہ تھا کہ جس میں رہ کر
تُم نے خورشید فقط کوزہ گری سیکھی ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

جما تھا منظرِ دنیا کا میل مدّت سے
بہا جو اشکِ ندامت، تو دُھل گئی مری آنکھ

وہ کون تھا کہ جب اُس سے نظر ملی سرِ راہ
تو یوں لگا کہ ترازو میں تُل گئی مری آنکھ

عجب طلسم تھا کل رات خواب میں خورشید
ملی کلید جب اُس کی تو کُھل گئی مری آنکھ

Scanned with Ca

www.caarwan.com

رفتہ رفتہ ہوے ہم خانۂ خالی کی طرح
اب جو روگ آئے گا رہنے کے لیے آئے گا

دل میں اُبھریں گے خیالات، نہ کہنے کے لیے
آنکھ میں اشک، نہ بہنے کے لیے آئے گا

کس کے سینے میں سمائے گا مرا دل مرے بعد
کون اس درد کو سہنے کے لیے آئے گا

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

یہ بھی بہت کہ زخمِ تمنّا ہرا رہے
پھر کیا ہوا جو شاخِ تمنّا ہری نہیں

جو لوگ کم سُخن ہیں اُنھی میں ہے کوئی بات
جو بات مختصر ہے وہی سرسری نہیں

ہے گر سُخن عزیز تو مشقِ سُخن نہ کر
یہ دل کا درد ہے کوئی صنعت گری نہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

یہ منظرِ جاں پھر سے کُشادہ نہیں ہوگا
اب دیکھ اِسے اس کا اعادہ نہیں ہوگا

ہم اہلِ جنوں ہیں ہمیں فارغ نہ سمجھنا
کر جائیں گے وہ جس کا ارادہ نہیں ہوگا

اب عُمر کا انجام ہے، اب کا ہے کا ڈر ہے
جو کچھ کہ ہوا اُس سے زیادہ نہیں ہوگا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

روزنِ در سے مجھے دیکھتے رہتے ہیں مگر
مر بھی جائیں تو وہ اقرارِ تمنّا نہ کریں

کیا یہ سچ ہے کہ وہ مایوسِ جفا بیٹھے ہیں
اُن سے کہنا کہ ابھی ہم ہیں، سو ایسا نہ کریں

بزمِ عالم سے دبے پاؤں نکلنا خورشید
ہم کو اُٹھنا ہے اُٹھیں، رنگ تو پھیکا نہ کریں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

دامن نہیں تھا چاک مرا، آنکھ تر نہ تھی
لیکن، خدا گواہ، صبا بے اثر نہ تھی

کل پھر وہ مل گیا تو کُھلا صبر کا بھرم
میں اب بھی مضطرب ہوں مجھے خود خبر نہ تھی

اُڑنے دیا نہ جس نے ہمیں طائروں کے ساتھ
افسردگی تھی، کوتہیِٔ بال و پر نہ تھی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

پھر اُسی جادۂ پامال پہ جانا ہوگا
چاند میں پھر وہی پتھر کا زمانہ ہوگا

اے مری ہمتِ دیوار شکن سوچ کے چل
آئنہ راہ میں آیا تو گرانا ہوگا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

اے دلِ زار! تری تیرہ نصیبی دیکھی
تخت بھی چھوڑ دیا، فقر بھی حاصل نہ ہوا

رہ گئی دل میں بس اک ابروئے خمدار کی یاد
یہ مہِ نو کبھی بڑھ کر مہِ کامل نہ ہوا

Scanned with Ca

www.caarwan.com

میں گزرتا ہوا دریا ہوں مجھے کیا معلوم
سُو بہ سُو ساحلِ ایّام پہ اُگتا کیا ہے

کیا ہے نا قدریٔ ایّام کا شکوہ خورشید
اے فنازاد تجھے قدر سے لینا کیا ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

میں ہر اک معنیٔ سر بستہ کا شیرازہ ہوں
خاک و افلاک مری ذات کی تفسیریں ہیں

اے مرے دیدۂ بے خواب کوئی خواب تو دیکھ
اِن کتابوں میں تو تعبیریں ہی تعبیریں ہیں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

بس یُوں ہے کہ سُن کے میری اُلجھن
بے ساختہ کوئی ہنس پڑا ہے

یوں جیسے شکوک ڈھل گئے ہیں
ہر شے پہ یقین آ گیا ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

مر جاتا ہے عینِ زندگی میں
ہوتا نہیں کچھ بھی آدمی میں

اتنا ہوتا کہ کُچھ نہ ہوتا
ایّام کی اِس روا روی میں

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

قائم ہوں سِفلگی پہ جہاں کامیابیاں
ناکام اُس جہاں سے گزر جانا چاہیے

حائل خروشِ دل میں رہے وضعِ احتیاط
جینے کی ہے یہ شرط تو مرجانا چاہیے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

ریزہ ریزہ

Scanned with Ca

www.caarwan.com

Scanned with Ca

www.caarwan.com

❁

آسودگی بجا مگر اے خاطرِ عزیز
اتنی نہ جمع ہو کہ بکھرنا محال ہو

ہم اُس کو ڈھونڈتے ہیں، نام اور نشاں کو نہیں
کہ بار بار یہ نام و نشاں بدلتے ہیں

لب بستہ رہ گیا ہوں میں تصویر کی طرح
لوگوں کا شوقِ کثرتِ گُفتار دیکھ کر

بچا رکھا مجھے ایسی سرشتِ نازک پر
حباب کا جو خدا ہے، مرا خدا ہے وہی

Scanned with Ca

www.caarwan.com

بہت عجیب ہے رزّاقیٔ جہاں کا نظام
مدار جس کا ہے اک دوسرے کو کھانے پر

فرازِ دار پہ دیکھا ہے ہم نے موسمِ شکر
بلا سے سینۂ آسودگاں میں ہو کہ نہ ہو

موت اقرار ہے ہستی کا، نہیں نفی وجود
وہ جو ہوتا ہے سو اُس کو یہی کہتے ہیں کہ تھا

ہوں بھی کہیں کا میں، کہ کہیں کا بھی میں نہیں
ہر کام میں لگا کہ مرا کام اور ہے

غم کو درکار کوئی عالمِ اسباب نہیں
ہے یہ وہ ساز کہ جو تشنۂ مضراب نہیں

اُنگلیاں ہِلتی ہیں اک نادیدہ جُنبش کے طفیل
عالمِ اسباب دستِ غیب کا دستانہ ہے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

محفل میں بھی ہنسنے پر دل میرا پشیماں ہے
تنہائی میں رونے کی نعمت جو عطا کی ہے

بات کو غنچہ صفت دل میں مہکنے دیجیے
دل سمٹتا ہے بہت بات کو پھیلانے سے

اب فقط رزق کی خواہش ہے اور انجام کا خوف
کبھی روتا ہوں کبھی خود پہ ہنسی آتی ہے

صاف رکھ صاف خدوخال اپنے
ایک دن، رات کو دن ہونا ہے

بچ بچ کے ذرا منبر و محراب سے چلنا
خود بول کے کہتے ہیں خدا بول رہا ہے

ایک میں ایک در آتے ہوئے قانون کے دانت
جُرم جن میں سے گزر جائے، ہوا رُک جائے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

اے اشکِ نہاں مدد کو آنا
کچھ سنگ دل سی آگئی ہے

اک عُمر رازداں کی رہی ہم کو جستجو
پھر یوں ہوا کہ راز ہی دل سے نکل گیا

ہر دید ہے نگاہِ تصوّر کی بازدید
میرے لیے نئی تو کوئی بات بھی نہیں

نہ جانے اب کے بہاروں میں تم نے کیا سوچا
ہمیں تو اگلے برس کی بہار یاد آئی

ہاتھ شل ہو گئے ٹوٹی نہیں دیوار ابھی
صلح کرلوں کہ رہوں برسرِ پیکار ابھی

کبھی خطیب کی آتش بیانیاں بے کار
اُتر گیا کبھی دل میں نوشتۂ دیوار

Scanned with Ca

www.caarwan.com

بھرا ہے زخم تو دنیا سے بھر گیا دل بھی
کسک مٹی تو کس چیز کا مزا نہ رہا

آسیب سا پھرتا ہے کوئی جادۂ دل پر
اک چاپ تو آتی ہے، نکلتا نہیں کوئی

کیسے سمیٹ کر رکھیں، اپنے وجود کی حدود
ہم کہ سمندروں میں ہیں قطرۂ آب کی طرح

کہیں فلک پہ نہیں اُس کے خال وخد کی مثال
شغف رہا ہے ہمیں بھی ستارہ بینی سے

ہوائے بہاراں سے آئے نکھر
درختوں کے پتّے، پرندوں کے پر

یہ قامتِ کشیدہ کہاں اہلِ ہوش کا
دیوانے ہوں تو ہاتھ لگے آسمان کو

Scanned with Ca

www.caarwan.com

پھر صدفِ خیال میں بوند پڑی کوئی کوئی
پھر کئی آشنا ملے آج ہمیں کہیں کہیں

کریں تو کیا کہ جہاں میں علاجِ شورشِ دل
نہ خامشی نہ تبسّم نہ زہر خند میں ہے

صد حیف گر پہاڑ کے دامن میں کچھ نہ ہو
طرفِ کُلہ سے قطعِ نظر، سر تو دیکھیے

کیوں وجہِ ننگ ہو، میں اگر ہوں ہلاکِ تیغ
کیا اِس میں جلوہ گر ترے ابرو کا خم نہ تھا

فغاں، کہ خواب میں بستے ہوئے وہ دُور کے دیس
حقیقتوں کی طرح پاس پاس لائے گئے

ایک اک کر کے بجھے چاند ستاروں کے چراغ
رفتہ رفتہ تہِ افلاک اکیلا ہوا میں

Scanned with Ca

www.caarwan.com

تنہا، تاریک، سرد، خاموش
بستر ہے کہ قبر میں پڑا ہوں

جو مری راہ میں دن رات کھڑے ہیں خورشید
میں نے وہ گُل وہ شجر آنکھ سے دیکھے ہی نہیں

ہر ایک دانہ ہتھیلی پہ پھولنا چاہے
کہ زیرِ خاک اُسے تابِ انتظار نہیں

دم گھُٹا جاتا ہے اک سانس کُھلا مانگتا ہوں
ہوش اتنا ہے کہ غفلت کی دُعا مانگتا ہوں

عشق خانہ سوزی بھی، عشق خانہ سازی بھی
راکھ جھڑتی رہتی ہے، آگ جلتی رہتی ہے

یادوں کے الاؤ کو بُجھا دوں کہ ہوا دوں
اس نامۂ پارینہ کو کھولوں کہ جلا دوں

Scanned with CamScanner

www.caarwan.com

ابرِ نیساں کی کوئی منّت نہ احسانِ صدف
میں وہ قطرہ ہوں کہ پتھرایا سو گوہر ہو گیا

لطف جینے میں کچھ نہیں باقی
اب فقط کام پر گزارا ہے

بہار ہو کہ خزاں ٹیس کب نہیں اُٹھتی
مگر وہ ہُوک جو اُٹھتی تھی، اب نہیں اُٹھتی

مسئلہ ایک ہے سُقراط سے لے کر اب تک
اپنا اثبات زمانے کے مقابل کرنا

مری نظر سے ہوا لالہ گوں شفق کا لباس
تری نگہ سے رہے سُرمہ سا شمائلِ شام

صفحۂ زیست پر رہا سایۂ آرزوئے یار
خواب و خیال میں اک اور خواب و خیال کی طرح

Scanned with Ca

www.caarwan.com

سوچتا ہوں اُداس جنگل میں
پھول کس کے لیے بنائے گئے

Scanned with Ca

www.caarwan.com

خورشید رضوی جدید غزل گو ہے مگر وہ اپنی جدت کی نمائش نہیں کرتا۔ اُسے نمائش کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ اس کی جدت ہیئت کی بجائے موضوع اور الفاظ کی بجائے مفہوم سے رشتہ رکھتی ہے۔ وہ اپنے رویّے اور اپنی سوچ کی جدت کی وجہ سے جدید ہے۔ آخر کار اسی نوعیت کی جدت سلسلۂ غزل کی ایک ارتقائی کڑی کو مکمل کرے گی اور مستقبل میں آج کے دور کی غزل کی انفرادیت خورشید رضوی کے سے شعراء ہی کی غزلوں سے پہچانی جائے گی۔

احمد ندیم قاسمی

خورشید رضوی کی انفرادیت اِس بات میں ہے کہ ہر چند وہ اپنے ردِّ عمل کی نوعیت کے اعتبار سے نئی غزل کے علمبرداروں میں شامل ہے تاہم اُس نے کلاسیکی غزل کے سلسلوں سے منحرف ہونے کی کوشش نہیں کی بلکہ ان سے وابستہ تلازمات کو بڑی خوبی سے اپنی شاعری میں برتا ہے۔ شاعری میں سب سے مشکل کام یہی ہے کہ نئی شراب کو پُرانے آبگینوں میں پیش تو کیا جائے مگر اس طور کہ آبگینہ تندیٔ صہبا سے پگھل کر کچھ سے کچھ ہو جائے۔ بلکہ یوں محسوس ہو کہ آج سے پہلے اس آبگینے کو استعمال میں لایا ہی نہیں گیا تھا۔

ڈاکٹر وزیر آغا

خورشید رضوی غزل کے اُن شعراء میں سے ہیں جن کی وابستگی جدید علوم کے ساتھ بھی اتنی ہی گہری ہے جتنی غزل کے کرافٹ سے۔ اُن کے مطالب مصرعوں میں نہیں، مصرعوں کے درمیان تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ بظاہر بہت سادہ اور روایتی نظر آتے ہیں مگر اپنی نوعیت میں وہ بے حد پیچیدہ اور تغیر پذیر ہیں۔ اور یوں وہ ایسا متناقض (Paradox) تشکیل دیتے ہیں جو منظر بھی ہے اور پس منظر بھی اور ان دونوں پر محیط ایک تخلیقی عمل بھی۔ یہ تخلیقی عمل بے سمت تو نہیں ہے مگر اس کی سمت متعیّن نہیں کی جا سکتی۔

شہزاد احمد

شاعری
ISBN 978-969-640-139-1
9 789696 401391 >
www.readings.com.pk
Rs. 499

القا پبلیکیشنز
ریڈنگز کا اشاعتی ادارہ

Scanned with Ca